وَيَأْخُذُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَأْسِي وَكَانَ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ۔ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا ایک اعرابی آیا اس کے ساتھ اس کی خوبصورت لڑکی تھی وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے پیش کرتا تھا کہ نکاح کر لیں میں اس کی طرف دیکھنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گردن پھیرتے تھے۔ پھر آپ لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارے اس روایت نے مطلب بالکل صاف کر دیا۔ اب کسی قسم کا شبہ نہ رہا۔

عبد اللہ امرتسری روپڑی ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ

طلاق کا بیان

طلاق ثلاثہ

سوال : ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی، اور تین ماہ چھ دن کے بعد اس شخص نے برضامندی فریقین پھر نکاح کر لیا حنفی علماء اس نکاح کو ناجائز قرار دیتے ہیں اس شخص کو کہتے ہیں کہ وہ حلالہ کرے کیا یہ جائز ہے؟

جواب : سوال میں یہ ذکر نہیں کہ ایک وقت تین طلاقیں دی ہیں یا ایک دی یا پہلے کسی وقت دو دے چکا تھا، اور اب تیسری دی ہے اگر تین کی تعداد ایک مجلس میں یا متفرق طور پر پوری ہو گئی تو ائمہ اربعہ کے نزدیک وہ عورت حرام ہو چکی ہے جب تک دوسری جگہ نکاح پڑھ کر دوسرا خاوند ہمبستری نہ کر لے پہلے کے لئے حلال نہیں۔ ہاں بعض اہلحدیث اس طرف گئے ہیں کہ اگر ایک مجلس میں تین طلاقیں اکٹھی دے تو یہ ایک ہی طلاق ہے۔ تین حیض کے اندر رجوع ہو سکتا ہے تین حیض کے بعد برضامندی فریقین نکاح ہو سکتا ہے۔ جب عورت کو حیض آتا ہو، تو مہینوں کا حساب معتبر نہیں۔ بلکہ حیضوں کا اعتبار ہے ان اہلحدیث کی دلیل ایک مسلم کی حدیث ہے جس کے راوی ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور شروع خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں تین طلاقیں ایک ہوتیں ان کے مذہب پر گنجائش ہے کہ خاوند بیوی کا تعلق قائم رہے۔ عبد اللہ امرتسری روپڑی

جماع والے طہر میں طلاق کا حکم

سوال: چند روز ہوئے حضرت شاہ صاحب غریب خانہ پر تشریف فرما تھے یہاں ایک عورت کو تیسری طلاق ایسی حالت میں ملی جب کہ اس کی گود میں اڑھائی ماہ کی لڑکی تھی۔ رات کو میاں بیوی نے صحبت کی۔ صبح عورت کے والد کے کہنے پر خاوند نے عورت کو تیسری طلاق دے دی چونکہ شیر خوارگی کی حالت میں حیض وغیرہ کی توقع نہیں ہوتی اس لئے مطلقہ کی عدت تین ماہ طے کی گئی بعد تین ماہ کے نکاح دوسرے سے کر دیا گیا۔ اس صورت میں شاہ صاحب نے فرمایا کہ نکاح صحیح نہیں ہے اس لئے عورت کو علیحدہ کر دینا چاہیئے وجہ یہ بیان فرمائی وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُھُنَّ ثَلٰثَۃُ اَشْھُرٍ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ (سورہ طلاق) تین ماہ کی عدت صرف نابالغ اور حیض سے ناامید بوڑھی عورتوں کے لئے ہے۔ اور عورت مذکورہ چونکہ جوان ہے اس لئے اس کی عدت حیض ہی سے شمار ہونی چاہیئے تھی۔ اگرچہ طلاق کے چھ سات ماہ بعد ہی کیوں نہ حیض آتا اور یہ بھی فرمایا کہ صحبت کے بعد چونکہ استبرا رحم ضروری ہے اور یہ شرط حیض ہی سے پوری ہوتی ہے چونکہ نکاح استبراء سے پہلے ہوا ہے اس لئے نکاح باطل ہے پس عورت کو ضرور علیحدہ کر دو۔ بواپسی جواز یا عدم جواز کے متعلق لکھ کر مشکور فرمائیے۔ محمد اشرف سندو ہو کے لاہور

جواب: جس عورت کے متعلق سوال کیا گیا ہے اس کو دوسرے مرد سے فوراً علیحدہ کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ نکاح ثانی بالکل صحیح نہیں اور طلاق میں بھی شبہ ہے کیونکہ یہ طلاق طہر میں ہمبستری کے بعد دی گئی ہے حالانکہ حکم ہے کہ جس طہر میں طلاق دینی ہو اس میں ہمبستری نہ کرے پس یہ طلاق بدعی ہے اور کئی علماء اس طرف گئے ہیں کہ طلاق بدعی واقعہ نہیں ہوتی چنانچہ نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۱۳۶ لغایت صفحہ ۱۵۱ میں اس کی تفصیل ہے ابن حزمؒ۔ ابن القیمؒ۔ ابن تیمیہؒ وغیرہم کا یہی مذہب ہے۔ اگر خاوند بیوی کو رکھنا چاہے تو ان لوگوں کے مذہب پر اس کو گنجائش ہے۔ اور اگر نہ رکھنا چاہے تو بھی گنجائش ہے کیونکہ جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ طلاق بدعی واقعہ ہو جاتی ہے دلائل دونوں جانب زبردست ہیں اس لئے ہر طرف گنجائش ہے اگر نہ رکھنا چاہے تو تین حیض کے بعد نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے کیونکہ جس عورت کو حیض آنے کی امید ہو، خواہ جلدی یا دیر سے اس کی عدت حیضوں کے ساتھ پوری ہوتی ہے حبان بن منقذ نے اپنی بیوی کو طلاق دی اس کی گود میں دودھ پیتا بچہ تھا۔ ایک سال تک اس کو حیض نہیں آیا پھر حبان بن منقذ

بیمار ہو کر مر گیا۔ حضرت عثمان رضؓ حضرت علی رضؓ حضرت زید رضؓ نے فیصلہ دیا کہ اس کی عدت پوری نہیں ہوئی۔ ملاحظہ ہو کتاب احکام القرآن لابن العربی جلد ۲ صفحہ ۲۶۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ دودھ پلانے والی کی عدت حیضوں کے ساتھ ہے خواہ دیر سے آئے یا جلدی آئے۔

تنبیہ

اگرچہ دونوں مذہب پر عمل کی گنجائش ہے۔ مگر خاوند کی حالت دیکھنا ضروری ہے اگر خاوند ظالم ہے اور عورت کو تنگ کرتا ہے اور عورت اس سے جدا ہونا چاہتی ہے تو اس صورت میں جمہور کے قول کے مطابق اس عورت کو جدا کر دینا چاہیئے۔ اگر ایسا نہیں تو پھر عورت مرد کا میل کرا دینا چاہیئے غرض مصلحت دیکھ کر مناسب طریق پر عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بدعی طلاق میں دونوں طرف زبردست دلائل ہیں اس لئے مصلحت سے ایک جانب کو ترجیح دی جائے گی۔ اور یہی حکم ایک مجلس کی تین طلاق کا ہے اور مصلحت دیکھنے کا ثبوت حدیث سے ملتا ہے۔ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ باب تنزیہ الصوم فصل ۲ حدیث ۲۔

عبداللہ امرتسری از روپڑ ضلع انبالہ ۱۷ فروری ۱۹۲۵ء

جبراً طلاق کا حکم

سوال: عمرو نکاح کے بعد تارک صوم وصلوٰۃ ہو گیا۔ شراب نوشی بھی کرتا ہے زید نے عمرو سے جبراً طلاق لکھوائی اور ہندہ کو کئی ماہ اپنے پاس رکھا اب عمرو اپنی کرتوت سے تائب ہو گیا۔ اور کہتا ہے کہ ہندہ کو میرے ہاں بھیج دو لیکن زید کو عمرو کا اعتبار نہیں اور اس نے ایک شخص سے ڈیڑھ سو روپیہ لے کر نکاح کر دیا۔ آیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

جواب: نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۱۹ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں رُفِعَ عَنْ اُمَّتِیَ الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ وَمَا اسْتُکْرِھُوْا عَلَیْہِ اخرجہ ابن ماجہ وابن حبان والدارقطنی والحاکم یعنی میری امت سے خطا اور نسیان اور جس پر جبر کئے جائیں معاف ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جبراً طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اس قسم کی اور بعض روایتیں بھی منتقیٰ وغیرہ میں مذکور ہیں لیکن ایک شبہ یہاں قوی ہے وہ یہ کہ تارک الصلوٰۃ بہت علماء کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے اور جو شخص کافر ہو جائے اس کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے تو اس بنا پر طلاق کی ضرورت ہی نہ رہی۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

کیا غضب کی حالت میں دی گئی طلاق کا اعتبار ہے ؟

سوال ۔ زید نے اپنی بیوی کو حالتِ غصہ میں طلاق دیدی اور رجوع کر لیا پھر ایک برس کے بعد بیوی سے غصہ ہو کر طلاق دیدی اور پھر رجوع کر لیا۔ پھر دو ایک برس کے بعد آپس میں جھگڑا ہوا اور اس جھگڑے میں بیوی نے شوہر کو کہا کہ تیری ماں تیری بیوی ہے اب یہ بات سن کر اس کا خاوند غصہ ہو گیا اور طلاق دیدی اب تین طلاق کے بعد بیوی کو لے سکتا ہے یا نہیں ؟

جواب ۔ غصہ کی حالت میں طلاق ہو جاتی ہے کیونکہ طلاق عموماً غصہ میں ہوتی ہے ہاں اگر غصہ دیوانگی کی حد تک پہنچ گیا ہو اور اس کے ہوش و حواس بالکل قائم نہ رہے ہوں۔ یہاں تک کہ یہ بھی معلوم نہ ہو کہ میرے منہ سے کیا نکلا ہے کسی دوسرے نے جتایا کہ تو نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے خود اس کو پتہ نہیں، تو ایسی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی کیونکہ وہ دیوانہ کے حکم میں ہے اور ایک حدیث میں لَا طَلَاقَ فِیْ اِغْلَاقٍ ہے اس کے معنیٰ ابوداؤد نے غضب کے کئے ہیں اگرچہ یہ معنیٰ کمزور ہیں مگر جب اس حد کو غضب پہنچ جائے جس کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ تو اس پر لغوی معنیٰ کے لحاظ سے اغلاق کا اطلاق آسکتا ہے پس اس حدیث سے اس بات کی تائید ہو جائے گی کہ اگر غضب مذکورہ بالا حد کو پہنچ جائے۔ تو طلاق نہیں ہوتی مگر غضب والی طبیعت کوئی شاذ و نادر ہی ہوتی ہے اور اس کا اتفاق بھی بہت کم ہوتا ہے سو اگر سوال کی صورت ایسی ہو۔ تو پھر تیسری طلاق واقع نہیں ہوگی اور عورت حلال رہے گی۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

سوال ۔ ایک شخص اپنی بیوی کو اس طرز پر طلاق دیتا ہے کہ ایک طلاق دے کر قبل از عدت رجوع کرتا ہے اور ایک سال یا کم و بیش مدت کے بعد دوسری طلاق دیتا ہے اور پھر رجوع کرتا ہے جب پھر مدت گزر جاتی ہے پھر اس کے گھر میں نزاع پیدا ہوتا ہے تو غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو تیسری طلاق کہہ دیتا ہے۔ پہلی دو طلاقوں میں جو اس نے رجوع کیا ہے وہ رجوع ان دو طلاقوں کو منسوخ کرتا ہے۔

جواب ۔ جب تین طلاقیں متفرق ہوں تو عورت بالاتفاق حرام ہو جاتی ہے خواہ تھوڑی تھوڑی مدت کے بعد دے یا کئی سالوں میں دے اور خواہ درمیان میں رجوع کیا ہو یا نہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی تیسری طلاق کے بعد حلال نہیں، یہاں تک کہ کسی اور خاوند سے نکاح پڑھے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۹ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ

نابالغ کی طلاق

سوال ۔ لڑکا لڑکی نابالغ تھے ۔ جس وقت ان کی لڑکی کا نکاح کیا گیا تھا مگر کچھ عرصہ کے بعد لڑکی بالغہ ہوگئی اور لڑکا نابالغ رہا ۔ پھر ان میں عداوت ہوگئی پھر لڑکے کے باپ نے ولی ہو کر طلاق دیدی اور لڑکی نے طلاق لے لی ۔ آیا یہ طلاق ہوگئی ہے یا نہیں ؟ ۔

جواب ۔ امام احمدؒ کے مذہب پر لڑکا نابالغ باتمیز جو مرد عورت کے تعلق کو سمجھتا ہو طلاق دے سکتا ہے صورتِ سوال میں اگر لڑکے سے طلاق حاصل کی جاسکے تو بہتر ورنہ لڑکے کے والد ہی کی طلاق کافی ہے ۔ جیسے مفقود الخبر میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ چار سال کے بعد اس کا ولی طلاق دیدے ۔

عبد اللہ امرتسری روپڑی

بیوی بالغہ اور خاوند نابالغ

سوال ۔ ایک عورت کا نکاح اس کے والد نے چودہ برس کی عمر میں کیا جس شخص سے نکاح کیا گیا اس کی عمر نکاح کے وقت سات برس کی تھی ۔ اب عورت کی عمر انیس برس کی ہے ۔ زوج کی عمر بارہ برس کی ہے زوج نابالغ ہونے کی وجہ سے عورت کی حسب خواہش نہیں عورت نکاح ثانی کی خواہش مند ہے نہ تو وہ آباد کرنے کے قابل ہے کہ عورت کو اپنے گھر آباد کر سکے ۔ اور نہ وہ طلاق دیتے ہیں زوج کے وارث اس زوج کی دوسری جگہ شادی کرنا چاہتے ہیں عورت اس بات کو گوارا نہیں کرتی وہ بہرصورت نکاح ثانی کی طالب ہے کیا ایسی صورت میں عورت کو نکاح فسخ کا اختیار ہے ۔

فتح محمد ولد اسماعیل پردیزنگر ڈاک خانہ جوانی پور ریاست کپور تھلہ

جواب ۔ اگر نکاح کے وقت عورت چودہ سال کی ہو تو غالباً بالغہ ہوگی ۔ کیونکہ عورت چودہ سال کی عموماً بالغہ ہو جاتی ہے ۔ اس صورت میں دیکھنا چاہیئے ۔ کہ عورت اس نکاح پر راضی تھی یا ناراض اگر ناراض تھی تو اس کو اس نکاح کے رکھنے اور فسخ کرنے کا اختیار ہے کیونکہ حدیث میں ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ جَارِيَةً بِكْرًا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ باب اول) ایک کنواری

لڑکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور ذکر کیا کہ اس کے باپ نے جبراً اس کا نکاح کر دیا ہے۔ اور وہ پسند نہیں کرتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار دیدیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو نکاح عورت کی رضامندی سے نہ ہو اس کے فسخ کرنے کا اس کو اختیار ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی شرط ہے کہ نکاح کے بعد راضی نہ ہو گئی ہو اگر نکاح کے بعد راضی ہو گئی تو نکاح پختہ ہو گیا اب اس کو توڑنے کا اختیار نہیں۔ اگر اس طرح اختیار ہو تو ساری عمر میں جب خاوند سے ناراض ہو نکاح توڑ لے گی۔ حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

اس کے علاوہ بریرہ رضؓ جب آزاد ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ رضؓ کو اپنے خاوند کے پاس رہنے نہ رہنے کا اختیار دیدیا اور ساتھ ہی فرمایا۔ اِنْ قَرُبَكِ فَلَا خِيَارَ لَكِ (مشکوٰۃ باب المباشرہ) یعنی تیرا خاوند اگر تیرے قریب آئی تو پھر تجھے اختیار نہیں رہے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اختیار کی حد رضامندی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بریرہ رضؓ کو یہ فرمانا کہ تیرے قریب آگیا تو تجھے اختیار نہیں رہے گا اس کا یہ مطلب تو ہو نہیں سکتا۔ کہ خواہ جبراً تیرے قریب آجائے تو بھی تجھے اختیار نہیں رہے گا۔ کیونکہ یہ تو بریرہ رضؓ کے بس کی کوئی شے نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تیری خوشی سے تیرے قریب آگیا۔ تو تجھے اختیار نہیں رہے گا جس کا مقصد یہ ہے کہ کسی طرح سے تیری رضامندی پائی گئی تو پھر تجھے اختیار نہیں رہے گا۔ اور قریب آنے کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر اس لئے کیا کہ بریرہ رضؓ کی بات چیت سے خاوند کے پاس نہ رہنے کی معلوم ہوتی تھی۔ چنانچہ مشکوٰۃ کے اسی باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش وغیرہ کا ذکر ہے جو بریرہ رضؓ کے خاوند کے لئے بریرہ رضؓ کے پاس کی تھی۔

خلاصہ یہ کہ اگر عورت کا نکاح بغیر رضامندی ہو تو عورت کو فسخ کا اختیار ہے۔ اگر ایک دفعہ نکاح کے بعد راضی ہو گئی تو پھر اختیار نہیں۔ سو سوال کی صورت میں اگر چودہ سال کی عمر میں لڑکی بالغہ تھی اور اس کی رضامندی کے بغیر نکاح ہوا ہے اور نکاح کے بعد وہ بدستور ناراض رہی۔ اور خلوت نہیں ہوئی تو وہ مختار ہے۔ جہاں چاہے نکاح کر لے اگر نکاح کے بعد راضی ہو گئی۔ خواہ کسی کی سفارش سے یا ویسے تو پھر نکاح پختہ ہو گیا۔ اب فسخ ہونا مشکل ہے لڑکے کے بالغ ہونے کے بعد دیکھا جائے کہ وہ حقوق ادا کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کر سکتا ہے تو پھر عورت کو طلاق لینے کا کوئی حق نہیں۔ اگر ادا نہیں کر سکتا تو عورت کو طلاق لینے کا

حق حاصل ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ۔ امام احمدؒ کے مذہب پر دو صورتیں رہائی کی ہو سکتی ہیں:

صورت اوّل لڑکا طلاق دیدے۔ کیونکہ امام احمدؒ کے نزدیک طلاق کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں بلکہ تمیز والا ہونا چاہیئے جس کو اتنا پتہ ہو کہ بیوی اس غرض کے لئے ہوتی ہے۔ اور طلاق سے بیوی جدا ہو جائے گی۔ کشاف القناع علی متن الاقناع میں ہے۔

يَصِحُّ الطَّلَاقُ مِنْ زَوْجٍ عَاقِلٍ مُخْتَارٍ وَلَوْ مُمَيِّزًا يَعْقِلُهُ دُوْنَ عَشْرٍ بِعُمُوْمِ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَلطَّلَاقُ لِمَنْ اَخَذَ بِالسَّاقِ وَقَوْلِهٖ كُلُّ الطَّلَاقِ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوْهِ وَالْمَغْلُوْبِ عَلٰى عَقْلِهٖ وَعَنْ عَلِيٍّ اُكْتُمُوْا الصِّبْيَانَ النِّكَاحَ فَيُفْهَمُ اَنَّ فَائِدَتَهٗ اَنْ لَا يُطَلِّقُوْا وَلِاَنَّهٗ طَلَاقٌ مِنْ عَاقِلٍ صَادَفَ مَحَلَّ الطَّلَاقِ فَوَقَعَ كَطَلَاقِ الْبَالِغِ (کشاف القناع جلد ۳) یعنی خاوند عاقل مختار کی طلاق صحیح ہے خواہ وہ دس سال سے کم عمر کا ہو۔ مگر تمیز والا ہو اور طلاق کو سمجھتا ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ طلاق کا اختیار عورت کی پنڈلی پکڑنے والے (خاوند) کو ہے یہ عام ہے اس میں بالغ غیر بالغ میں کوئی فرق نہیں کیا۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، دیوانہ اور جس کی عقل ٹھکانے نہ ہو۔ ان دونوں کے سوا ہر قسم کی طلاق نافذ ہو جاتی ہے اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ لڑکوں سے نکاح چھپاؤ۔ پس اس سے یہ فائدہ سمجھا جاتا ہے کہ نہ طلاق دیں اور اس لئے کہ عاقل کی طلاق محل طلاق کے موافق ہوتی ہے پس اس کی طلاق بالغ کی طلاق جیسی ہوتی ہے۔ حضرت علیؓ کا یہ فرمان اس وجہ سے ہے کہ کہیں ان کو پتہ لگ گیا تو بے پرواہی کی وجہ سے طلاق دے دیں گے اگر لڑکے کی طلاق نافذ نہ ہوتی تو حضرت علیؓ کو اس کے فرمانے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کے علاوہ جب لڑکا عاقل ہے اور بیوی طلاق کا محل ہے تو پھر جیسے بالغ کی واقع ہو جاتی ہے۔ اس لئے لڑکے کی بھی واقع ہو جائے گی۔

صورت دوم

لڑکے کا ولی طلاق دیدے ولی کو جب معلوم ہو جائے کہ لڑکی لڑکے کے گھر بسنے والی نہیں اور لڑکے کے حق میں بہتر یہی ہے کہ اس کو چھوڑ دیا جائے تو اس صورت میں ولی لڑکے کے قائم مقام ہو کر طلاق دے سکتا ہے۔ ابن تیمیہ علیہ الرحمۃ اختیارات میں لکھتے ہیں۔

وَيَصِحُّ الطَّلَاقُ مِنَ الزَّوْجِ وَعَنِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ رِوَايَةٌ وَمِنَ الْعَبْدِ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُوْنِ

وَسَيِّدِهِ وَلَعَلَّ الْعِبَارَةَ الصَّحِيحَةَ وَمِنَ الْعَبْدِ وَالصَّبِيِّ وَسَيِّدِهِمَا وَذِكْرُ الْمَجْنُونِ غَلَطٌ فَإِنَّ الْمُطَلِّقَ لَابُدَّ أَنْ يَكُونَ عَاقِلاً كَمَا مَرَّ فِي عِبَارَةِ كَشْفِ الْقِنَاعِ وَالَّذِي يَجِبُ أَنْ يُسْتَوَى فِي هٰذَا الْبَابِ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالصَّبِيِّ فَكُلُّ مَنْ مَلَكَ الْعَقْدَ عَلَيْهِ مَلَكَ الْفَسْخَ عَلَيْهِ فَإِنَّ هٰذَا قِيَاسُ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ وَهُوَ مُوجِبُ شَهَادَةِ الْأُصُولِ (کتاب الاختیارات)

یعنی خاوند کی طرف سے طلاق صحیح ہے اور امام احمدؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ غلام اور لڑکے کی طلاق بھی صحیح ہے اور ان کے ولی کی بھی صحیح۔ اصول اس بارہ میں یہ ہے کہ جو عقد کا مالک ہے وہ فسخ کا بھی مالک ہے غلام اور لڑکے کا چونکہ ولی نکاح کرتے ہیں اس لئے ان کو طلاق کا بھی اختیار ہوگا۔ اگر غلام کا آقا اور لڑکے کا ولی طلاق میں غلام کی اور لڑکے کی مصلحت دیکھیں تو طلاق دے سکتے ہیں امام احمدؒ کی اس روایت کا قیاس اس کو چاہتا ہے اور اصول کا مقتضیٰ بھی یہی ہے۔

دارقطنی میں ہے۔

عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ أَتَتِ امْرَأَةٌ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَتِ اسْتَهْوَتِ الْجِنُّ زَوْجَهَا فَأَمَرَهَا أَنْ تَتَرَبَّصَ أَرْبَعَ سِنِينَ ثُمَّ أَمَرَ وَلِيَّ الَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الْجِنُّ أَنْ يُطَلِّقَهَا ثُمَّ أَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا دارقطنی ص۴۲۱ یعنی ابی عثمان سے روایت ہے کہ عمرؓ بن خطاب کے پاس ایک عورت آئی اس نے کہا کہ میرے خاوند کو جن لے گئے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا چار سال انتظار کر پھر اس کے خاوند کے ولی کو حکم دیا کہ اس عورت کو طلاق دیدے پھر عورت کو حکم دیا کہ چار ماہ دس روز عدت بیٹھے۔

نیز دارقطنی میں ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَجِدُ فِي كِتَابِ عُمَرَ إِذَا مَا عَبِثَ طَلَّقَ عَنْهُ وَلِيُّهُ (ص۴۲۳)

یعنی عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں حضرت عمرؓ کی کتاب میں یہ لکھا پایا کہ جب دیوانہ بیوی سے فضول حرکت کرے تو دیوانہ کا ولی عورت کو طلاق دیدے۔ ان روایتوں سے بھی امام احمدؒ کے مذہب کو تائید ہوئی کہ ضرورت کے وقت ولی بھی طلاق دے سکتا ہے۔ اگرچہ یہ روائتیں دیوانے کے بارہ میں یا گم شدہ خاوند کی بابت ہیں لیکن وہی ضرورت بعض دفعہ لڑکے کی بابت پیدا ہو جاتی ہے پس اس کا بھی یہی حکم ہوگا۔

نابالغی کا نکاح و نکاح بالجبر

یہاں تک تو جو کچھ ذکر ہوا ہے وہ اس بنا پر ہے کہ لڑکی چودہ سال کی عمر میں بالغ ہو گئی ہو اگر بالغ نہ ہوئی ہو تو پھر اس کو خیار بلوغ حاصل ہے پس وہ بالغہ ہو کر مختار ہے۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

میرا تیرا کوئی علاقہ نہیں ان الفاظ سے طلاق پڑ جاتی ہے؟

سوال :- ایک شخص نے چار پانچ سال سے اپنی عورت کو بہت تکلیف میں رکھا ہوا ہے آباد تو کرتا ہے مگر صحبت بدسلوکی کے ساتھ تین چار دفعہ تو اسے گھر سے ہی نکال دیا۔ اور ساتھ یہ بھی کہتا رہا کہ میں اس کو آباد نہیں کروں گا۔ اب عرصہ ایک سال کا ہو گیا ہے کہ عورت کا زیور اور جوتی بھی اس سے چھین لی ہے اور عورت کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر کر دیا ہے اور منہ سے یہ کلمات کہے ہیں کہ میرا اور تیرا کوئی علاقہ نہیں میں تجھ کو نہیں چاہتا۔ کیا ایسا کہنے سے طلاق پڑ جائے گی؟ عورت سے رجوع ہو سکتا ہے؟

باقر جھوک دادو ھور۔ چک نمبر ۴۹ ڈاکخانہ منڈی ماموں کانجن لائلپور ضلع لائلپور

جواب :- خاوند کے یہ الفاظ کہ میرا تیرا کوئی علاقہ نہیں اس لئے گھر سے نکال رہا ہوں یہ شرعاً طلاق ہے عدت کے بعد عورت کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے نکاح کرے۔ اب اور طلاق کی ضرورت نہیں۔ حنفی مذہب کی رو سے یہ طلاق بائنہ ہے۔ جس میں عدت کے اندر خاوند کو رجوع کا حق نہیں رہتا کیونکہ یہ طلاق کنایہ ہے۔ جو ایسے الفاظ کے ساتھ بائنہ واقع ہوتی ہے جو قطع تعلق پر دلالت کرتے ہیں جیسے میرا تیرا کوئی علاقہ نہیں اور جن کے نزدیک یہ رجعی ہے تو ان کے نزدیک بھی خاوند کا رجوع صحیح نہیں

کیونکہ رجوع اگر عدت کے بعد کیا ہے یعنی جب لیا ہے اس وقت تین حیض گزر چکے تھے تو اس صورت میں رجوع صحیح نہیں کیونکہ حق رجوع عدت کے اندر ہے اور اگر تین حیض پورے نہیں ہوئے اور اس سے پہلے اس نے رجوع کر لیا ہے تو بھی معتبر نہیں کیونکہ جب ارادہ بسانے کا نہ ہو محض دکھ دینا چاہے تو یہ شرعاً رجوع نہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا۔ یعنی خاوند عدت کے اندر رجوع کے بہت حق دار ہیں۔ بشرطیکہ وہ اصلاح کا ارادہ کریں۔ اس آیت کریمہ میں خدا تعالیٰ نے اصلاح کی شرط کی ہے جب دکھ دینا چاہے تو اس آیت کی رو سے اس کا رجوع بالکل صحیح نہیں۔

پس ہر مذہب پر عورت آزاد ہو چکی ہے ۔ جہاں چاہے عدت کے بعد نکاح کر سکتی ہے ۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ضلع انبالہ

طلاق کنائی

سوال ۔ میں تجھے نہیں رکھتا[1] یا اس قسم کا کوئی لفظ کہنے سے طلاق پڑ جاتی ہے یا نہیں ۔

جواب ۔ خاوند کے الفاظ کہ میں اس کو نہیں رکھتا یہ طلاق ہے ۔ طلاق کے لئے لفظ طلاق شرط نہیں عدت کے بعد لڑکی دوسری جگہ نکاح لے سکتی ہے ۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

میں نہ آباد کروں گا نہ بساؤں گا

سوال ۔ بکر کا نکاح زینب سے ہوا پھر آپس میں اختلاف ہو گیا بکر نے اپنے والد کو مجبور کیا اور کہا کہ زینب کو اس کے بھائی کے گھر چھوڑ آؤ ۔ بکر کا والد زینب کے گھر چھوڑ آیا ۔ زینب کے بھائی نے بکر کو سمجھایا ۔ کہ زینب کو لے آؤ ۔ مگر بکر نے ایک نہ مانی زینب بالغ ہے اور بکر آباد نہیں کرتا اور کہتا ہے طلاق نہ دوں گا اب کیا کرنا چاہیے ۔ بکر کے یہ الفاظ کہ میں نہ طلاق دوں گا نہ آباد کروں گا ۔ ان الفاظ سے نکاح ٹوٹتا ہے یا نہیں ؟

جواب ۔ کسی شخص کا اپنی بیوی کو یہ کہنا کہ نہ میں تجھے طلاق دوں گا ۔ نہ آباد کروں گا ۔ اس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ یہ کہنا کہ میں آباد نہیں کروں گا یہ بعینہ طلاق ہے پس بکر کا یہ کہنا کہ میں طلاق نہیں دوں گا ۔ بیوقوفی ہے کیونکہ طلاق کا مطلب عورت کو چھوڑ دینا ہے ۔ سو اس کے کہنے سے کہ میں تجھے آباد نہیں کروں گا چھوڑنا سمجھا گیا پس طلاق پڑ گئی قرآن مجید میں ہے یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَاُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو کہہ دے کہ اگر تم حیات دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں چھوڑ دوں ۔ چھوڑنا اچھا ۔ یہ آیت ازواج مطہرات کے طلاق دینے کی بابت اتری ہے ۔ مگر طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ چھوڑنے کا لفظ استعمال کیا ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی لفظ بول دے جس کا مطلب چھوڑنا ہو بس اس سے طلاق ہو جائے گی ۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی چھوڑنے کی نیت سے حَبْلُکِ عَلٰی غَارِبِکِ کہہ دیا ۔ یعنی تیری رسی تیرے کندھے پر ۔ تو حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے اس

---

[1] میں تجھے نہیں رکھتا " اس کلام میں طلاق اور وقتی تفریق کا پردہ دونوں کا احتمال ہے ۔ اس کلام کے قائل کی نیت پر انحصار ہے ۔ اگر نیت طلاق کی ہے تو طلاق ہے ورنہ وقتی تفریق ۔ (م ۔ م)

کے متعلق یہی فتویٰ دیا کہ تیری عورت تجھ سے جدا ہو گئی۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ضلع انبالہ مورخہ ۱۷ شعبان ۱۳۵۵ھ

دو مجلس میں الگ الگ طلاقیں

سوال ۔ ایک شخص نے ایک دفعہ اپنی زوجہ کے والد کے سامنے پھر اسی وقت اپنے مکان پر جا کر اپنی زوجہ کو طلاق دی اور طلاق کا لفظ تین چار مرتبہ کہہ دیا۔ تو کیا اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں ؟

جواب ۔ سوال میں ذکر ہے کہ طلاق دو مرتبہ علیحدہ علیحدہ مقام پر دی گئی ایک ہی مجلس کی دو یا تین طلاقیں بہت علماء کے نزدیک ایک ہی شمار ہوتی ہیں جس کی دلیل ان علماء کے ہاں مسلم شریف کی ابن عباس رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے لیکن متعدد مجالس کی دو یا تین طلاقیں متعدد ہی شمار ہونی چاہئیں۔ پس مندرجہ بالا صورت میں دو مقام میں جو متعدد طلاقیں دی گئی ہیں وہ دو ہی شمار ہوں گی وہ کے بعد عدت کے اندر رجوع ہو سکتا ہے اگر تیسری طلاق دیدی۔ تو عورت حرام ہو جائے گی ہاں جن کے نزدیک طلاق بدعی واقع نہیں ہوتی ان کے نزدیک حرام نہیں ہوگی۔

عبداللہ امرتسری مدیر تنظیم از روپڑ ۲۸ راگست ۱۹۲۹ء

حاملہ کو تین مجلسوں میں ایک ایک گھنٹہ کے فاصلہ سے تین طلاقیں دی گئیں

اُن کا حکم

سوال ۔ زید نے اپنی زوجہ مدخول بہا کو تین مجالس میں تین کاغذوں پر تین گھنٹے میں تین طلاقیں تحریر کر دیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس قسم کی تین طلاقیں تین ہوں گی یا ایک ؟ اگر ایک ہو تو سنی ہو گی۔ یا بدعی اگر صورت مسئولہ میں غیر حبلیٰ ہو تو کیا حکم ہوگا اور طریقہ طلاق حبلیٰ کا کیا ہے ؟

جواب ۔ منتقی "باب النهى عن الطلاق فى الحيض" میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا أَوْ حَامِلًا۔ رواه الجماعة الا البخاری یعنی طلاق طہر میں دے یا حمل میں — اس سے معلوم ہو کہ طہر یا حمل میں دی گئی طلاق سنی ہے بدعی نہیں۔ جب حمل طہر کے حکم میں ہوا تو جیسے ایک

طہر میں تین طلاقیں بدعت ہیں۔ اسی طرح ایک حمل میں تین طلاقیں بدعت ہوں گی بلکہ ہر طہر میں ایک طلاق دینا یہ بھی حدیث کے خلاف ہے کیونکہ حدیث میں طلاق کو ابغض الحلال کہا گیا ہے ہر طہر میں ایک طلاق دینے تک اس کی پہلی طلاق کی عدت قریب الاختتام ہوگی اور اس عدت کے ختم ہوتے ہی عورت اپنے خاوند سے جدا ہو جائے گی کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ الایۃ یعنی مطلقہ عورتیں تین حیض انتظار کریں اور ان کے رحموں میں خدا تعالیٰ نے خونِ حیض یا حمل جو کچھ پیدا کیا ہے اگر وہ خدا اور رسول پر ایمان رکھتی ہیں تو اس کو نہ چھپائیں اور اس عدت کے دنوں میں خاوند زیادہ حق رکھتے ہیں کہ عورتوں کو اپنی طرف پھیر لیں یعنی رجوع کر لیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ طلاق رجعی سے عدت کے بعد عورت جدا ہو جاتی ہے خواہ ایک ہی ہو۔ پس جب ایک ہی طلاق جدائی کے لئے کافی ہے تو پھر خواہ مخواہ ابغض الحلال کو بار بار استعمال کرنا تاکہ حرمت مغلظہ پیدا ہو جائے یہ کیونکر درست ہو گا۔ اور اگر اس سے حرمتِ مغلظہ پیدا نہیں ہوتی تو پھر یہ کتاب اللہ کے ساتھ استہزاء ہے جیسے کوئی سو طلاق دیدے بہر صورت طہر میں بھی طلاق سنت کے مطابق نہیں جب طہر میں طلاق سنت کے مطابق نہ ہوئی حالانکہ درمیان حیض کا فاصلہ ہے تو پھر ایک حمل میں تین کس طرح جائز ہوں گی۔ پس جن طلاقوں کا سوال میں ذکر ہے ان سے پہلی تو اپنے محل پر ہے اور مسنون ہے اور دوسری بلاشبہ بدعی ہے اب بدعی کا حال سنئیے۔

بدعی طلاق

اس میں سخت اختلاف ہے جمہور تو کہتے ہیں کہ بدعی طلاق واقع ہو جاتی ہے امام باقرؒ۔ امام صادقؒ امام ابن حزمؒ امام ابن تیمیہؒ۔ امام ابن القیمؒ اور بعض تابعین رحمہم اللہ کہتے ہیں واقع نہیں ہوتی۔ نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۱۲۶ تا صفحہ ۱۵۰۔ فریقین کا مدار ابن عمرؓ کی روایت پر ہے انہوں نے حیض میں طلاق دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے رجوع کا حکم دیا۔ اب اس طلاق کے متعلق مختلف روائتیں ہیں، ایک روایت میں ہے ابن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ هِيَ وَاحِدَةٌ یعنی ایک طلاق شمار ہوگی۔ اور ایک روایت میں ہے۔ رَدَّهَا عَلَيَّ وَلَمْ يَرَهَا شَيْئًا یعنی عورت کو مجھ پر لوٹا دیا اور اس طلاق کو کچھ نہ سمجھا اور ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا لَيْسَ بِشَيْءٍ یعنی یہ طلاق کچھ نہیں اور ابن حزمؒ

محلّٰی میں نافع رحؒ سے روایت کیا ہے کہ ابن عمرؓ نے طلاق حائضہ کی بابت کہا۔ لَا یُعْتَدُّ بِذٰلِكَ یعنی یہ شمار نہیں ہوگی، اور ابن عبدالبر نے عامر شعبی رحؒ سے روایت کیا ہے لا یعتد بہا فی قول ابن عمرؓ یعنی عامر شعبی رحؒ کہتے ہیں۔ ابن عمرؓ کے قول میں طلاق حائضہ شمار نہیں ہوگی، جمہور نے ھی واحدۃ والی روایت کو لیا ہے اور باقی روایتوں کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اس کو کچھ نہیں دیکھا۔ یعنی کوئی معتبر شے نہیں سمجھا جو مسنون طریق پر ہو اور اس سے رجعت ضروری نہ ہو۔ امام خطابی رحؒ نے یہ تاویل کی ہے اور امام بیہقیؒ نے امام شافعی رحؒ سے بھی اسی کے قریب قریب تاویل نقل کی ہے امام باقرؒ اور امام صادق رحؒ وغیرہ انہی روایتوں کو لیتے ہیں۔ اور ان کی کوئی تاویل نہیں کرتے۔ اور ھی واحدۃ والی روایت کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ سند میں ان روایتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور بات بھی یہی ہے کہ سند کے لحاظ سے ان کو ترجیح ہے۔ نیل الاوطار میں ترجیح سند کے علاوہ ان سے ترجیح کی اور وجوہات بھی نقل کی ہیں۔ مگر موافقت ہر صورت میں بہتر ہے اس لئے جمہور کا قول بہتر معلوم ہوتا ہے۔ صاحب فتح الباری کا بھی یہی فیصلہ ہے نیل الاوطار میں ہے۔ قَالَ فِی الْفَتْحِ مُتَعَیَّنٌ وَھُوَ اَوْلٰی مِنْ تَغْلِیْطِ بَعْضِ الثِّقَاتِ یعنی فیصلہ شدہ بات موافقت ہی ہے کیونکہ ترجیح کی صورت میں بعض کو غلطی پر کہنا پڑے گا۔ پس ترجیح سے موافقت بہتر ہوئی ہاں اگر ھی واحدۃ والی روایت کو سیاست اور زجر پر حمل کیا جائے، جیسے حضرت عمرؓ کی ایک مجلس کی تین طلاق کو نافذ کرنے کی بابت کہا جاتا ہے تو اس صورت میں امام باقرؒ امام صادق رحؒ وغیرہ کا قول بہتر ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں ان کے قول پر بھی موافقت ہو جائے گی، ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیض میں طلاق دینے کی وجہ سے ابن عمرؓ پر ناراض ہو گئے، گویا اتنے بڑے جلیل القدر صحابی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایسی بے احتیاطی مناسب نہ تھی۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اس سے بھی کچھ تائید ہوتی ہے۔ کہ ھی واحدۃ والی روایت سیاست اور زجر پر محمول ہے۔ ابن عمرؓ کی اسی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمرؓ کو اس (حیض کی) طلاق سے رجوع کا حکم دیا اور فرمایا۔ اگر طلاق دینی ہو تو اس حیض کے بعد طہر اور اس طہر کے بعد حیض گزار کر آئندہ طہر میں جماع سے پہلے طلاق دے۔ بعض نے اس کو سیاست اور زجر پر محمول کیا ہے کیونکہ جب طہر میں طلاق کا حکم ہے جس میں جماع نہ کیا ہو۔ تو اس میں پہلا طہر اور آئندہ طہر برابر ہے تو پھر آئندہ طہر کہنے کی کیا ضرورت تھی معلوم ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جلد بازی پر ناراض ہوئے کہ طہر کی انتظار نہ کی۔

تو ابن عمرؓ کو اس عورت کو ایک خاص مدت تک پاس رکھنے کی سزا دی اور اس میں یہ فائدہ بھی تھا کہ حمل کا پتہ لگ جائے اور اس وجہ سے طلاق سے رک جائے۔ یا آئندہ طہر تک شاید آپس میں محبت پیدا ہوجائے اور طلاق تک نوبت ہی نہ پہنچے۔ نیز اس سے رجوع کا فائدہ ظاہر ہوجائے کیونکہ رجوع کرکے کچھ مدت پاس رکھے تب ہی دل کا رنج دور ہونے کی امید ہوسکتی ہے اگر رجوع کرکے جلدی طلاق دیدی جائے تو ایسا رجوع بیکار ہے غرض اس قسم کے فوائد تھے جن سے ایک سیاست اور زجر بھی ہے جیسے آئندہ طہر تک رکھنے کا حکم زجراً ہوسکتا ہے۔ اس طرح اس طلاق کا نفاذ کرنا بھی زجراً ہوسکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ فریقین کے دلائل قریب قریب مساوی ہیں اس لئے صاف فیصلہ کسی جانب نہیں ہوسکتا۔ پس اس موقعہ پر مصلحت دیکھنی چاہیے اگر خاوند ظالم ہے اور عورت جدائی چاہتی ہے تو جمہور کے مذہب پر عمل کیا جائے۔ ورنہ مصالحت ہر صورت بہتر ہے۔

عبداللہ امرتسری از روپڑ ضلع انبالہ ۲۸ رمضان ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۳۶ء

تین طلاق کا مالک یا دو طلاق کا

سوال ۔ ہندہ کو زید نے ایک طلاق دی اور عدت بھی گزر گئی اب زید ہندہ کو اپنی زوجیت میں لے سکتا ہے یا نہیں بعد عقد ثانی زید مستحق تین طلاق ہوگا یا نہیں؟

جواب ۔ عدت کے بعد زید ہندہ کو ہندہ کی رضامندی سے نکاح کرسکتا ہے چنانچہ آیت کریمہ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ۔ اس بارہ میں اتری ہے یعنی تم اپنی عورتوں کو طلاق دو پس وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں یعنی ان کی عدت پوری ہوجائے تو ان کو دوبارہ نکاح سے نہ روکو۔ جب کہ وہ اچھی طرح آپس میں راضی ہوجائیں رہی یہ بات کہ یہ طلاق شمار ہوگی یا نہیں اور اب وہ کتنی طلاقوں کا مالک ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تین طلاق شمار ہوگی اور اس کے بعد دو طلاقیں اور دے سکتا ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے۔ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ کے بعد فرمایا فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی تیسری طلاق کے بعد پہلے خاوند کے لئے عورت حلال نہیں، جب تک کہ اور جگہ نکاح نہ کرلے۔ اس میں یہ شرط نہیں کہ یہ تین طلاقیں ایک ہی نکاح میں ہوں یا متعدد نکاحوں میں ہوں اس سے معلوم ہوا کہ سوال کی صورت میں نکاح کے بعد دو ہی طلاقوں کا مالک ہوگا۔ اور اس میں کسی کا اختلاف بھی نہیں صرف ایک صورت میں امام

شافعی رح کا اختلاف ہے وہ یہ کہ عدت کے بعد عورت پہلے خاوند سے نکاح نہ کرے۔ بلکہ کسی اور جگہ نکاح کرلے پھر دوسرا خاوند طلاق دیدے یا مرجائے اس کے بعد پہلے خاوند سے نکاح کرے تو کیا اب پہلا خاوند تین طلاقوں کا مالک ہوگا۔ یا پہلی طلاق شمار ہوکر صرف دو طلاقوں کا مالک ہوگا۔ امام شافعی رح وغیرہ کہتے ہیں۔ تین کا مالک ہوگا۔ اور دوسرے کہتے ہیں۔ دو کا مالک ہوگا چنانچہ اصول فقہ میں یہ مسئلہ بہت تفصیل سے مذکور ہے اور سوال کی صورت چونکہ باقی صورتوں سے ہے اس لئے اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ

جو طلاق عورت تک نہ پہنچے وہ واقع ہوجاتی ہے؟

سوال ۔ ایک شخص نے طلاق لکھ کر اپنے برادر خورد کی تحویل میں رکھی پانچ سال کے بعد خانہ جات خانگی کے سلسلے میں برآمد ہوئی۔ لیکن اصل حالات صیغہ راز میں ہیں یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ اس تحریر کی خاص کیا ضرورت تھی۔ پانچ سال بعد عورت کو پتہ چلا۔ جب سے وہ جانے سے انکاری ہے۔ کیا طلاق نامہ لکھتے وقت طلاق واقع ہوئی یا جب عورت نے طلاق نامہ دیکھا یا سنا اس وقت طلاق واقع ہوئی۔

عبدالمجید روپڑ

جواب ۔ اگر خاوند نے تحریر اپنے برادر خورد کے پاس امانت رکھی یا اس کو وکیل بنایا کہ یہ پہنچا دے اور اس نے نہیں پہنچائی تو ان دونوں صورتوں میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔ کیونکہ اپنے محل پر نہیں پہنچی بلکہ رستہ میں رہ گئی بیوی تک طلاق کا پہنچنا ضروری ہے۔ خواہ کسی ذریعہ سے پہنچے کیونکہ عدت کا تعلق عورت سے ہے طلاق کی خبر پہنچے بغیر وہ اس حکم کی تعمیل نہیں کرسکتی۔ اور اگر برادر خورد کا برادر کلاں کی بیوی کا مختار سمجھا جائے۔ یا برادر کلاں کا برادر خورد کو تحریر دینا اس لئے درست ہو کہ برادر خورد گواہ ہوجائے تو اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی۔ مگر اس تحریر دینے کے بعد اگر عدت کے اندر خاوند کے ہاں بیوی کی آمد ورفت ہوگئی تو طلاق سے رجوع ہوگیا اور رجوع کی صورت میں دوسرے نکاح کی ضرورت نہیں پہلا ہی نکاح کافی ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا۔ یعنی خاوند عدت کے اندر رجوع کے زیادہ حق دار ہیں بشرطیکہ آباد کرنے کی نیت ہو

عبداللہ امرتسری روپڑی

کنایہ کے الفاظ سے طلاق رجعی واقع ہوگی یا بائنہ

سوال ۔ طلاق دینے کے وقت لفظ طلاق کے علاوہ اور لفظ استعمال کئے جائیں جن کا مفہوم طلاق کا ہو اس سے طلاق رجعی پڑے گی یا بائنہ؟

جواب ۔ طلاق بالکنایہ میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک اس میں عدت کے اندر رجوع ہو سکتا ہے بعض کے نزدیک نہیں۔ بہرصورت اگر رجوع کرنا چاہے تو گنجائش نکل سکتی ہے بشرطیکہ نیت آباد کرنے کی ہو۔ اور جن کے مذہب میں رجوع نہیں ہو سکتا ان کے نزدیک دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے مگر اس میں فریقین کی رضامندی شرط ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

مرض موت میں طلاق کا حکم

سوال ۔ مرض موت میں جو طلاق دی جائے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب ۔ مرض وفات کی طلاق کا اعتبار نہیں، بلکہ مرض وفات سے پہلے کی طلاق معتبر ہوتی ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

تو مجھ پر حرام ہے اس کا حکم

سوال ۔ زید کو اپنی بیوی کا یہ کہنا کہ تو مجھ پر حرام ہے اس کا کیا حکم ہے؟ جب کہ مار پیٹ کے اس کو گھر سے نکال دیا ہے اور قرآن ہاتھ میں لے کر قسم کھا چکا ہے کہ تم مجھ پر حرام ہے پانچ ماہ کے بعد اس نے عدالت میں بازو کا دعویٰ کر دیا ہے

جواب تلخیص الحبیر میں ہے اِخْتَلَفَ الصَّحَابَةُ فِيْ لَفْظِ الْحَرَامِ فَذَهَبَ اَبُوْبَكْرٍ وَعَائِشَةُ اِلٰى اَنَّهُ يَمِيْنٌ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ وَذَهَبَ عُمَرُ اِلٰى اَنَّهُ ... فِي الطَّلَقَاتِ وَقَالَ بِهٖ عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَاَبُوْهُرَيْرَةَ ۔ یعنی حرام کے لفظ میں صحابہؓ کا اختلاف ہے حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہؓ

عله رجعی وہ ہے جس میں خاوند رجوع کر سکتا ہے بائنہ جس میں رجوع نہیں کر سکتا۔

کہتی ہیں کہ یہ قسم ہے اور اس میں قسم کا کفارہ ہے اور حضرت عمرؓ کہتے ہیں اس سے تین طلاقیں پڑ جاتی ہیں حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ، حضرت ابوہریرہؓ کا بھی یہی مذہب ہے۔ نیز تلخیص الحبیر میں ہے۔

اَمَّا ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ مِنْ طُرُقٍ مِنْهَا نِيَّتُهُ فِي الْحَرَامِ مَا نَوَى اِنْ لَّمْ يَكُنْ نَوَى طَلَاقًا فَهِيَ يَمِيْنٌ۔

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بیہقی نے کئی سندوں سے روایت کیا ہے کہ حرام کے لفظ میں نیت کا اعتبار ہے اگر طلاق کی نیت کرے تو طلاق ہے (اگر) طلاق کی نیت نہ کرے تو قسم ہے۔

شرح وقایہ میں ہے یعنی باقی الفاظ بائن۔ بتہ۔ بتلتہ۔ حرام وغیرہ کے ساتھ ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی۔ اگر ایک کی یا دو کی نیت کرے اگر تین کی نیت کرے تو تین ہوں گی۔

نیز شرح وقایہ میں ہے وکنایتہ مالم یوضع لہ واحتملہ وغیرہ فلا تطلق الا بنیۃ او دلالۃ الحال۔ (جلد ۲ ص۹۶) یعنی کنایہ طلاق وہ لفظ ہے جو طلاق کے لئے مقرر نہیں کیا گیا۔ طلاق اور غیر طلاق کا احتمال رکھے ایسے لفظ کے ساتھ بغیر نیت کے یا کسی ظاہری قرینہ کے طلاق واقع نہیں ہو سکتی ان چار حوالہ جات سے پہلے صحابہؓ کے اختلاف کا ذکر ہے۔ گو یہ اختلاف صرف حرام کے لفظ میں ہے بعض اس کو قسم کہتے ہیں۔ بعض تین طلاق۔ مگر سوال کی صورت میں قسم کا احتمال نہیں، کیونکہ سوال میں قسم الگ ہے جو حرام پر کھائی گئی ہے پس حرام کا لفظ بالاتفاق طلاق کے لئے ہو گا۔ دوسرے حوالہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کے قول کا ذکر ہے جس میں نیت پر فیصلہ ہے لیکن سوال کی صورت میں قسم تو بن نہیں سکتی آخر طلاق بنے گی، کیونکہ چوتھے حوالہ میں ذکر ہے کہ نیت کی ضرورت اس وقت ہے جب ظاہر قرینہ نہ ہو سوال میں ظاہر قرینہ طلاق کا موجود ہے۔ تیسرے حوالہ میں بتایا ہے کہ حرام وغیرہ کے لفظ سے ایک طلاق بھی پڑ سکتی ہے، تین بھی پڑ سکتی ہیں۔ اگر ایک یا دو کی نیت کرے گا تو ایک اگر تین کی نیت کرے گا تو تین۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سوال کی صورت میں حرام کا لفظ بالاتفاق طلاق کے لئے ہے۔

نوٹ

حنفی مذہب میں اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے قسم کھالے کہ میں اس کے قریب نہیں جاؤں گا تو چار ماہ گزرنے کے بعد طلاق بائنہ پڑ جائے گی۔ اس بنا پر سوال کی صورت میں اگر صرف حرام کا لفظ ہوتا اور طلاق کی نیت نہ ہوتی۔ تو طلاق پڑ جاتی۔ کیونکہ چار ماہ کی بجائے پانچ ماہ کے بعد اس نے بازو دعویٰ کر دیا۔ عبداللہ امرتسری

خاوند یا بیوی کا دیوانہ یا کوڑھی ہونا

سوال ۔ اگر خاوند دیوانہ یا کوڑھی ہو یا اس کو چنبل یا مرگی وغیرہ ہو تو اس کی بیوی کیا کرے۔ اور اگر بیوی ایسے عوارض میں مبتلا ہو تو اس کا خاوند کیا کرے دونوں کا شرعاً کیا حکم ہے۔

جواب ۔ منتقی میں ہے۔

عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ اَیُّمَا امْرَأَۃٍ غُرَّ بِھَا رَجُلٌ بِھَا جُنُوْنٌ اَوْ جُذَامٌ اَوْ بَرَصٌ فَلَھَا مَھْرُھَا بِمَا اَصَابَ مِنْھَا وَصَدَاقُ الرَّجُلِ عَلٰی مَنْ غَرَّہٗ رواہ مالک فی الموطا والدارقطنی وَفِیْ لَفْظٍ قَضٰی عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِی الْبَرْصَاءِ وَالْجَذْمَاءِ وَالْمَجْنُوْنَۃِ اِذَا دَخَلَ بِھَا فُرِّقَ بَیْنَھُمَا وَالصَّدَاقُ لَھَا بِمَسِیْسِہٖ اِیَّاھَا وَھُوَ لَہٗ عَلٰی وَلِیِّھَا (رواہ دارقطنی منتقی)

حضرت عمر رضؓ فرماتے ہیں جو شخص دیوانی یا کوڑھی یا چنبل کی بیماری والی عورت کے ساتھ دھوکا دیا گیا، تو اس عورت کے لئے مہر ہے اور اس کا خاوند اس شخص سے وصول کرے جس نے دھوکا دیا ہے امام مالک رحؒ نے موطا میں اور دار قطنی نے اس کو روایت کیا ہے دار قطنی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ جب چنبل والی یا کوڑھی یا دیوانی عورت کے ساتھ ہمبستر ہو جائے تو حضرت عمر رضؓ نے اس کی بابت یہ فیصلہ کیا ہے کہ خاوند بیوی میں جدائی کرائی جائے اور بوجہ ہمبستر ہونے کے خاوند مہر دے اور خاوند ولی سے بھرے یعنی ولی سے وصول کرے۔

مرگی بھی دیوانگی کا ایک حصہ ہے۔ اگر جلدی جلدی دورہ ہوتا ہے تو انسان کوئی کام نہیں کر سکتا نہ کسی جگہ آجا سکتا ہے۔ تو حضرت عمر رضؓ کے اس فیصلہ کے مطابق ان کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے۔

حضرت عمر رضؓ کے اس فیصلے میں اگرچہ عورت کا ذکر ہے لیکن مرد لیا ہو تو وہ بطریق اولیٰ اس میں داخل ہے۔ کیونکہ عورت میں اگر یہ بیماریاں ہوں تو مرد طلاق دے کر عورت کو جدا کر سکتا ہے۔ اس کو فسخ نکاح کی ضرورت نہیں۔ مگر باوجود ضرورت نہ ہونے کے مرد کو فسخ کا اختیار دیا گیا ہے۔ تو عورت کو بطریق اولیٰ اختیار ہونا چاہیئے۔ کیونکہ عورت کے ہاتھ میں طلاق نہیں۔ تاکہ اپنے خاوند کو طلاق کے ساتھ جدا کر دے اس کے لیے سوائے فسخ کے جدائی کی کوئی صورت ہی نہیں پس اس کے لئے حضرت عمر رضؓ کا یہ فیصلہ زیادہ لائق ہے۔ ہاں اگر مرگی کبھی اتفاقیہ پڑتی ہے جو کام کاج کو مانع نہیں۔ ورنہ کام کاج کر کے بیوی کو نان و نفقہ

دے سکتا ہے تو پھر حضرت عمرؓ کا یہ فیصلہ اس عورت کے کام نہیں آسکتا۔ اس کو اپنے خاوند کے گھر آباد ہونا چاہیئے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

تین طلاق کے بعد مجامعت کرنے والے اور اسکی اولاد کا حکم

سوال ۔ تین طلاقوں کے بعد کوئی شخص اپنی عورت سے مجامعت کرے اور اولاد ہوجائے تو اس کا کیا حکم ہے۔

جواب ۔ اگر اس کو کسی نے فتویٰ دیا ہے کہ عورت سے رجوع ہوسکتا ہے یا کوئی اور غلطی لگی ہے تو اولاد حلال کی ہوگی اور وارث بھی ہوگی، مگر عورت مرد میں وراثت جاری نہیں ہوگی۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

ناقابل برداشت شرائط لکھوانا

سوال ۔ بکر کی شادی ہوچکی ہے دو ماہ کے بعد وہ اپنی بیوی کو لینے گیا تو اس کو ناقابل برداشت شرائط کا اقرار نامہ لکھ دینے کو کہا گیا۔ جس کی آخری شرط یہ تھی، کہ اگر ہماری لڑکی نے آپ کے سلوک کی ذرا بھی شکایت کی تو ہم کو بغیر طلاق اور بغیر کسی فیصلہ کے اپنی لڑکی کو کسی دوسری جگہ بیاہ دینے کا حق حاصل ہوگا۔ بکر نے کہا کہ یہ اقرار نامہ نہیں بلکہ آج ہی مجھ سے طلاق نامہ لکھوایا جا رہا ہے میں لکھنے کو تیار نہیں گھر والوں نے جبر و تشدد کرکے اقرار نامہ لکھوالیا ہے۔ اس قسم کی تحریر اور اس قسم کا جبر و اکراہ کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب ۔ اگر بکر نے اپنی بیوی پر ظلم کیا ہے اور اس وجہ سے اس کے سسرال نے یہ شرط لکھائی ہے، تاکہ آئندہ بکر کو فکر رہے تو اس صورت میں بیوی تنگ ہوکر کوئی شکایت کرے گی، تو واقعی طلاق پڑجائے گی اور اگر لڑکی کے والدین کی نیت بری ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ اس طریق سے لڑکی کی خاوند پر حکومت رہے اور وہ اپنی من مانی کاروائی کرے اور بکر کا گھر لوٹ کر اپنے والدین کا گھر بھرتی رہے یا طلاق ہوجائے تو کسی اور جگہ بٹھا کر مفاد حاصل کریں۔ تو ایسی صورت میں یہ شرط درست نہیں۔ کیونکہ خلاف شرع ہے حضرت عائشہؓ نے ایک لونڈی جس کا نام بریرہ تھا، خرید کر آزاد کرنی چاہی اس کے مالکوں نے کہا ہم اس شرط پر فروخت کرتے ہیں کہ اس کا تعلق ولا ہم سے رہے گا۔ اس پر وہ مصر ہوئے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کو پتہ لگا۔ توحضرت عائشہؓ کو فرمایا۔ اِشْتَرِطِی لَھُمُ الْوَلَاءَ یعنی ان کے لئے ولاء کی شرط کر لے۔ پھر منبر پر چڑھ کر اس کی تمہید کی اور فرمایا اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ یعنی ولاء کا تعلق آزاد کرنے والے سے ہوتا ہے جو خلاف شرع شرط کرے وہ باطل ہے۔ خواہ سو شرط ہو (بلوغ المرام کتاب البیوع باب شروط وما نہی عنہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خلاف شرع شرط کا کوئی اعتبار نہیں۔ پس سوال کی صورت کو اس طرح سمجھ لیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۲۲ رشعبان ۱۳۵۶ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن عورتوں کو طلاق دی وہ امہات المومنین میں داخل ہیں؟

سوال ۔ جن عورتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں طلاق دیدی تھی وہ امت کے مردوں پر حلال ہیں یا نہیں؟ پس بصورت حلت وہ امہات المومنین تھیں نکاح درست نہ ہونا چاہیئے اور بصورت عدم حلت یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جب وہ مطلقہ ہو چکی تھیں تو پھر ان کی عمر طبعی کو خواہش نفسانی سے روکنا عقل سلیم تسلیم نہیں کرتی لہٰذا جو علماء متقدمین نے لکھا ہے۔ وہ مدلل طور پر لکھیں۔

ابو محمد عبدالجبار مدرس مدرسہ دار الحدیث کھنڈیلہ ضلع جے پور شیخاوٹی

جواب ۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَلَا اَنْ تَنْكِحُوا اَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهٖ اَبَدًا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی بیویوں کو نکاح کرنا تمہارے لئے لائق نہیں۔ اس کی تفسیر بعض مفسرین نے عام کی ہے۔ یعنی وفات کے ساتھ اور افتراق کے بعد۔ اور افتراق کے بعد طلاق کو بھی شامل ہے پھر طلاق ہمبستری سے پہلے ہوگی یا بعد۔ اگر پہلے ہو تو اس کے متعلق تفسیر جامع البیان وغیرہ میں تو لکھا ہے کہ بالاتفاق اس سے نکاح درست ہے لیکن تفسیر سراج المنیر وغیرہ میں عام لکھا ہے۔ خواہ ہمبستری سے پہلے ہو یا بعد دونوں صورتوں میں نکاح درست نہیں۔ میرے خیال میں راجح یہ ہے کہ جس کو ہمبستری سے پہلے طلاق ہو چکی وہ امہات المومنین میں داخل نہیں اور اس سے نکاح صحیح ہے اس کے متعلق ایک دو واقعہ مشہور ہیں۔ ایک امیمہ بنت جون کا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگی۔ آپ نے اس کو ہمبستری سے

پہلے ہی طلاق دیدی حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اس کو اشعث بن قیس سے نکاح کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو سنگسار کرنے کا ارادہ کیا پھر پتہ لگا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ہمبستری نہیں کی اس پر حضرت عمرؓ نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور اس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ تو گویا رائے متفقہ ہوئی یہ واقعہ۔ تو تفسیر بیضاوی وغیرہ میں لکھا ہے۔

دوسرا واقعہ قتیلہ بنت اشعث بن قیس کا ہے اس کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمبستری سے پہلے طلاق دیدی اس کو عکرمہ بن ابوجہل نے نکاح کر لیا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ کو بہت غیرت آئی حضرت عمرؓ نے ان کی تسلی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ہمبستری نہیں کی۔ اس سے حضرت ابوبکرؓ کا جوش فرو ہو گیا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں خصوصیت سے اقتداء کے اہل ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِقْتَدُوا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ۔ یعنی میرے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ کی اقتداء کرو۔ پس جب اس مسئلہ میں یہ دونوں صاحب متفق ہیں تو یہی راجح ہوا۔

اس کے علاوہ تفسیر سراج المنیر میں ایک واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا بھی لکھا ہے۔ کہ عالیہ بنت ضبیان کو رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے ہمبستری سے پہلے طلاق دیدی۔ اس کو ایک شخص نے نکاح کر لیا۔ اس سے اس کی اولاد بھی ہوئی۔ اس واقعہ کے متعلق اگرچہ سراج المنیر میں لکھا ہے کہ یہ تحریم ازواج مطہرات سے پہلے کا ہے۔ لیکن یہ صرف اس بنا پر کہا ہے کہ آیت کریمہ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ میں ازواج کا لفظ اس (سراج المنیر والے) کے نزدیک عام ہے خواہ اس سے ہمبستری ہوئی ہو یا نہ مگر یہ عام ہونا ہی تو محل نزاع ہے تو اس واقعہ کو تحریم ازواج مطہرات سے پہلے کہنا کیونکر صحیح ہوگا۔ بلکہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے مذکورہ قول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بعد کا ہے اور قرین قیاس بھی یہی ہے کیونکہ ہمبستری سے پہلے زوجیت پختہ نہیں ہوتی اس لئے طلاق کی صورت میں جس کا مہر مقرر نہ ہو اس کو مہر سے کچھ نہیں ملتا اگر مقرر ہو تو نصف ملتا ہے۔ پس راجح یہی ہے کہ جس کو ہمبستری سے پہلے طلاق ملی ہے وہ امہات المومنین سے نہیں نہ اس سے نکاح حرام ہے واللہ اعلم۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

غصہ کی حالت میں قصد و ارادہ سے طلاق

سوال: عورت کے گالی گلوچ کرنے پر خاوند نے سخت غصہ ہو کر کہا کہ ایسی بدزبانی سے باز آ ؤ

عدت تم کو طلاق دے دوں گا۔ اپنے بچوں کا خیال کرو۔ جب وہ باز نہ آئی تب طلاق دیدی یہ طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟

جواب ۔ حدیث میں ہے ۔

ثلث جدھن جد وھزلھن جد النکاح والطلاق والعتاق یعنی تین چیزیں ہیں ان کا قصد بھی قصد ہے اور مخول بھی قصد ہے نکاح ، طلاق ، غلام آزاد کرنا ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مذاق سے طلاق دی جائے وہ بھی ایسی ہے جیسے قصد ارادہ سے طلاق دی جائے ۔ اور سوال کی صورت میں قصد و ارادہ سے طلاق دی ہے ۔ تو یہ کیوں واقع نہ ہوگی ؟ ہاں اگر پہلی یا دوسری طلاق ہے تو عدت کے اندر رجوع ہو سکتا ہے قرآن مجید میں ہے وبعولتھن احق بردھن فی ذالک یعنی عدت کے اندر خاوند رجوع کے زیادہ حقدار ہیں

عبداللہ امرتسری روپڑی ۸ رشوال ۱۳۵۲ھ

خلع کا بیان

خلع کس صورت میں ہو سکتا ہے

سوال ۔ حقوق ادا نہ کرنے کی صورت میں کیا عورت کو فسخ نکاح کا حکم ہے ؟

جواب ۔ منتقی میں ہے ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الرَّجُلِ لَا یَجِدُ مَا یُنْفِقُ عَلٰی امْرَأَتِهٖ قَالَ یُفَرَّقُ بَیْنَهُمَا ۔ (رواہ دارقطنی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ، جو شخص عورت پر خرچ کرنے کے لئے کوئی شے نہ پائے اس میں اور اس کی عورت میں جدائی کروا دی جائے ۔

نیز منتقی میں ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر صدقہ وہ ہے کہ کچھ کفایت قدر اپنے پاس بھی رہ جائے اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے اور پہلے اپنے عیال سے شروع کر ۔ سوال کیا گیا ، عیال کون ہے فرمایا ، اِمْرَأَتُکَ مِمَّنْ تَقُوْلُ اَطْعِمْنِیْ وَاِلَّا فَارِقْنِیْ ۔ الحدیث ۔ تیری بیوی ہے جو کہتی

مجھے کھلا یا مجھے الگ کر جاب یَتْلُوْ تَقُوْلُ اَطْعِمْنِیْ وَاسْتَعْمِلْنِیْ وَ لَدُكَ يَقُوْلُ اِلٰى مَنْ تَتْرُكُنِیْ
رواہ احمد۔ تیری لونڈی جو کہتی ہے مجھے کھلا اور مجھ سے کام لے۔ تیری اولاد ہے جو کہتی ہے مجھے کس کے سپرد کرتا ہے۔

نیل الاوطار میں ہے۔

وفی الباب عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ مَنْصُوْرٍ وَالشَّافِعِيِّ وَعَبْدِ الرَّزَّاقِ فِي الرَّجُلِ لَا يَجِدُ مَا يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ قَالَ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا قَالَ اَبُو الزِّنَادِ قُلْتُ لِسَعِيْدٍ سُنَّةٌ وَهٰذَا مُرْسَلٌ قَوِيٌّ
سعید بن مسیب سے روایت ہے۔ جس شخص کے پاس اپنے اہل پر خرچ کے لئے کچھ نہ ہو اس میں اور اس کی بیوی میں جدائی کرا دی جائے۔ اور ابو الزناد کہتے ہیں۔ میں نے سعید بن مسیب سے کہا کہ یہ سنت ہے؟ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق ہے؟ فرمایا سنت ہے اور یہ مرسل روایت قوی ہے۔

وَعَنْ عُمَرَ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَعَبْدِ الرَّزَّاقِ وَابْنِ الْمُنْذِرِ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى اُمَرَاءِ الْاَجْنَادِ فِيْ رِجَالٍ غَابُوْا عَنْ نِسَائِهِمْ اِمَّا اَنْ يُنْفِقُوْا وَاِمَّا اَنْ يُطَلِّقُوْا وَيَبْعَثُوْا نَفَقَةَ مَا حُبِسَ۔ شافعی۔ عبد الرزاق اور ابن المنذر میں حضرت عمرؓ سے روایت یہ ہے کہ اس نے لشکر کے امراء کو لکھا کہ جو لوگ اپنی بیویوں سے غیر حاضر ہیں وہ خرچ دیں یا ان کو طلاق دیں اور جتنا عرصہ کا خرچ بند رکھا ہے اس کو ادا کریں۔

یہ احادیث آپس میں ایک دوسری کو تقویت دیتی ہیں باوجود اس کے ان میں کوئی ایسا اعتراض نہیں جس سے یہ ضعیف ہو جائیں، چہ جائیکہ ساقط ہو جائیں۔

جمہور علماء اسی طرف گئے ہیں کہ اگر عورت جدائی چاہے تو جدائی کرا دی جائے حضرت علیؓ۔ حضرت عمرؓ حضرت ابوہریرہؓ، حسن بصریؒ۔ سعید بن مسیبؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ امام شافعیؒ امام یحییٰ کا یہی مذہب ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جب خاوند نان ونفقہ نہ دے یا دیگر حقوق ادا نہ کرے تو نکاح فسخ ہو سکتا ہے۔ اس کو یہ حق حاصل نہیں کہ عورت کو تنگ کرے کیونکہ قرآن مجید ہے۔ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا یعنی ضرر دینے کے لئے عورتوں کو نہ رکھو۔

یہ مسئلہ جو بیان ہوا ہے کہ خاوند نان ونفقہ وغیرہ نہ دے سکے۔ تو عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہے حنفیہ اس کے قائل نہیں وہ کہتے ہیں کہ عورت قرض لیکر گزارہ کرے۔ جب خاوند غنی ہو جائے۔ تو قرض ادا کر دے۔

جب انہوں نے دیکھا کہ غریب کو نہ کوئی قرض دیتا ہے نہ خاوند کے غنی ہونے کا کوئی پتہ ہے خصوصاً ہمیشہ قرض لے کر کہاں تک گذارہ کرے۔ تو آخر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر فتویٰ دیدیا۔ یعنی اس بات کے قائل ہو گئے۔ کہ نان و نفقہ نہ ملنے کی صورت میں عورت نکاح فسخ کرا سکتی ہے لیکن اتنا کہتے ہیں کہ حنفی حاکم خود نکاح نہ فسخ کرے بلکہ حنفی حاکم کو چاہیئے کہ کسی شافعی حاکم کو اپنا قائم مقام کر دے۔ تاکہ خاوند بیوی میں وہ جدائی کرے۔ شرح وقایہ جلد ۲ صفحہ ۱۱۰

یہ بات تو ظاہر ہے کہ خود کرے یا دوسرے سے کرا دے مقصود تو فسخ نکاح ہے سو وہ تو ہر صورت میں حاصل ہے تو گویا حنفیہ بھی اس مسئلہ میں مخالف نہ رہے۔ اگر بالفرض مخالف ہوتے کوئی حرج نہ تھا کیونکہ اوپر کی احادیث سے صاف ثابت ہو گیا۔ کہ نان و نفقہ نہ ملنے کی صورت میں عورت کو جدائی کا حق حاصل ہے اور بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی مذہب ہے تو پھر کسی کی مخالفت کیا نقصان دے سکتی ہے۔ مگر اختلاف نہ ہونا پھر بھی بہتر ہے۔ اور جب خاوند کی تنگدستی کی حالت میں عورت کو جدائی کا حق حاصل ہے حالانکہ تنگدستی کسی کے بس کی بات نہیں۔ تو جان بوجھ کر قصد اور ارادہ سے عورت کو خرچ نہ دینا یا اپنے گھر میں نہ بسانا یا ناحق تنگ کرنا ان صورتوں میں عورت کو کیوں جدائی کا اختیار نہ ہوگا۔ بلکہ بطریق اولیٰ ہوگا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اوپر کے قول سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جتنے روز عورت کو نان و نفقہ نہیں دیا وہ خاوند کے ذمہ قرض ہے کیوں کہ فرمایا ہے۔ وَيَبْعَثُوْا النَّفَقَةَ مَا حُبِسَ یعنی جتنے روز بند رکھا۔ اتنے روز کا نفقہ بھیجیں لیکن اس میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ صرف طلاق کی صورت میں گذشتہ دنوں کا حساب دینا پڑے گا۔ دوسرا احتمال یہ کہ خواہ آباد رکھیں یا طلاق دیں دونوں صورتوں میں دینا پڑے گا۔ بظاہر پہلا احتمال راجح ہے کیونکہ جملہ وَيَبْعَثُوْا النَّفَقَةَ مَا حُبِسَ طلاق کے متصل ذکر کیا ہے۔ ہاں اگر عورت قرض لے کر کھاتی رہی۔ تو اس قرض کا ادا کرنا خاوند کے ذمہ ضروری ہے۔ خواہ اس کے گھر میں آباد رکھے یا چھوڑ دے۔ کیونکہ قرض لے کر کھانا گذشتہ کا نان و نفقہ نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ آئندہ کے نان نفقہ میں شامل ہے کیونکہ قرض بھی ادا کرنا ہے۔ بہرصورت عورت کے حقوق کا معاملہ نازک ہے۔ خواہ وہ نان و نفقہ کی قسم سے ہوں خواہ زوجیت کی قسم سے ہوں ان کے ادا نہ کرنے کی صورت میں عورت جدائی کا حق رکھتی ہے۔

عبد اللہ امرتسری روپڑی

گھر جوائی رہنے کی شرط

سوال ۔ گھر جوائی رہنے کی شرط پوری نہ ہونے پر عورت کو نکاح فسخ کا اختیار ہے؟

جواب ۔ جو شرط شرع کے خلاف نہ ہو اس کا پورا کرنا بھی ضروری ہے مثلاً گھر جوائی رہنے کی شرط خاوند کو پوری کرنی ہوگی، اگر نہ کرے تو عورت کو نکاح فسخ کا اختیار ہے کیونکہ بخاری مسلم میں حدیث ہے أَحَقُّ الشُّرُوطِ أَنْ يُوَفَّى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ (بلوغ المرام) یعنی سب شرطوں سے زیادہ لائق وہ شرط ہے جس کے ساتھ تم نے شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔ اور ایک حدیث بخاری میں ہے۔ اَلْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی شُرُوْطِهِمْ مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں۔ اور بخاری میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے۔ مَقَاطِعُ الْحُقُوْقِ عِنْدَ الشُّرُوْطِ یعنی حقوق کے فیصلے شرائط کے مطابق ہیں ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ گھر جوائی کی ـــــــ جو شرط کی ہے یہ بھی پوری کرنی ضروری ہے ورنہ عورت کو نکاح فسخ کرانے کا اختیار ہوگا۔

عبداللہ امرتسری از روپڑ ضلع انبالہ ۷، اکتوبر ۱۹۳۲ء

خاوند نامرد

سوال ۔ خاوند نامرد ہو، تو کیا عورت کو نکاح فسخ کا اختیار ہے؟

جواب ۔ قرآن مجید میں ہے۔ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ یعنی جو لوگ قسم کھا لیتے ہیں کہ اپنی بیویوں کے قریب نہیں جائیں گے ان کی چار مہینے انتظار کی جائے۔ اگر چار ماہ کے اندر رجوع کر لیں تو بہتر ورنہ حنفیہ کے نزدیک چار ماہ گزرتے ہی خود بخود طلاق بائنہ پڑ جائے گی۔ جس میں رجوع نہیں ہو سکتا اور دیگر علماء کہتے ہیں کہ اس کو مجبور کیا جائے۔ کہ رجوع کر یا طلاق دے، اگر دونوں سے کوئی کام نہ کرے۔ تو حاکم جدائی کرا دے۔ اسی طرح اگر خاوند نامرد ہو اور حقوق زوجیت ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو عورت کو جدائی کا حق حاصل ہے۔

عَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ قَضٰى فِي الْعِنِّيْنِ اَنْ يُّؤَجَّلَ سَنَةً " اَخْرَجَهٗ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالدَّارَ قُطْنِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْكِتَابِ الْاٰثَارِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَمَّا مَضَى الْاَجَلُ خَيَّرَهَا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَنَحْوُهٗ اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْهُ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالدَّارَ قُطْنِيُّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ (عمدہ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ)

حضرت عمرؓ نے نامرد کی بابت یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس کو ایک سال کی مہلت دی جائے (تاکہ تسلی سے

وہ اپنا علاج معالجہ کر لے، اس کو عبدالرزاق اور دار قطنی نے روایت کیا ہے اور امام ابوحنیفہ رح کے شاگرد محمد بن حسن نے بھی اس کو کتاب الآثار میں روایت کیا ہے اور ایک روایت میں ہے جب سال گزر گیا تو حضرت عمر رض نے عورت کو اختیار دیا کہ مرضی ہو خاوند کے پاس رہ مرضی ہو نہ رہ۔ عورت نے رہنا منظور نہیں کیا حضرت عمر رض نے جدائی کرا دی اس طرح حضرت عمر رض سے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور عبدالرزاق نے حضرت علی رض سے نیز ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق اور دار قطنی نے عبداللہ بن مسعود رض سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

اسی طرح بلوغ المرام اور اس کی شرح سبل السلام میں حضرت عمر رض اور عبداللہ بن مسعود رض کا یہی فیصلہ ذکر کیا ہے۔ کہ نامرد کو ایک سال کی مہلت دی جائے۔ لیکن سال کی مہلت کی ضرورت اس وقت ہے جب پہلے کوشش سے اس نے اپنا علاج نہ کیا ہو، اگر کوشش سے اپنا علاج پہلے کرا چکا ہے اور صحت نہیں ہوئی تو اس وقت سال کی مہلت فضول ہے۔ بلکہ اسی وقت عورت کو فسخ کا اختیار ہے

معلقہ عورت

جب نامردی کا یہ حکم ہے جو انسان کے بس کی شے نہیں تو دیدہ دانستہ عورت کو لٹکا رکھنے کی بیں عورت کو فسخ کا اختیار کیوں نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ یعنی عورت بسا دیا چھوڑ دو لٹکتی ہوئی نہ رکھو۔ دوسری جگہ فرمایا۔ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لا تمیلوا کل المیل الخ کو دکھ دینے کیلئے نہ روک رکھو۔ لیکن اب ہندوستان میں حکومت کفار ہے حاکم مسلمان نہیں جس کے پاس مقدمہ جائے سو اس کا انتظام یوں ہونا چاہیئے کہ

فیصلہ کی صورت

پنچایت کر کے اس کے پاس فیصلے جایا جائے۔ اور پنچایت خاوند کو مجبور کرے کہ طلاق دے۔ اگر خاوند طلاق نہ دے یا پنچایت میں نہ آئے یا کسی جرم کی پاداش میں لمبی مدت کے لئے جیل میں چلا گیا ہو تو ان صورتوں میں پنچایت فتوی شرعی کے رو سے عورت کو دوسری جگہ نکاح کی اجازت دے دے۔ اگر پنچایت میں نہ ہو سکے۔ تو پھر وہاں کے کسی چوہدری یا نمبردار یا کسی عالم کی معرفت یہ کام کرائے اپنے آپ نہ کرے۔

کیونکہ جدائی کا معاملہ نکاح سے زیادہ نازک ہے جب عورت نکاح دل کے بغیر نہیں کر سکتی تو جدائی اپنے آپ کیونکر ٹھیک ہوگی پس ضرور ہے کہ حسب طاقت ضرور کسی کے درمیان ہے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۷ر اکتوبر ۱۹۳۲ء

خلع طلاق ہے یا فسخ

سوال: خلع طلاق ہے یا فسخ؟ احناف کے نزدیک خلع طلاق ہے اور اس کی عدت تین حیض ہے حدیث میں لفظ طَلِّقْهَا آیا ہے۔ فسخ نکاح پر کوئی مرفوع روایت نہیں ہے اور جس روایت میں حیضۃ واحدۃ ہے کیا اس میں تاء وحدت نہیں ہے بلکہ وحدت جنس کی ہے نیز خلع طلاق بائن ہے یا طلاق رجعی؟

جواب: دو باتوں میں تو کوئی شبہ نہیں ایک یہ کہ خلع میں رجوع نہیں کیونکہ قرآن مجید میں اس کو فدیہ کے لفظ سے ذکر کیا ہے اور فدیہ تبھی ہو سکتا ہے کہ رجوع نہ ہو ——— دوسری بات یہ ہے کہ اس کی عدت ایک حیض ہے کیونکہ حدیث میں صراحۃ آگیا ہے۔ (منتقی کتاب الخلع ترمذی) اور حیضۃ کی تاء وحدتِ جنسی کی نہیں ہو سکتی کیونکہ حیض کی کئی جنسیں ہیں بلکہ وحدت شخصی کی ہے۔

رہی یہ بات کہ خلع طلاق ہے یا فسخ تو اس کی بابت بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو بخاری وغیرہ میں ہے فیصلہ ہو سکتا تھا کہ وہ طلاق ہے کیونکہ اس میں طَلِّقْهَا تَطْلِیْقَۃً کا لفظ صریح موجود ہے مگر اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ شبہ ڈالتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ خلع طلاق نہیں بلکہ فسخ ہے فتح الباری میں یہ فتویٰ نقل کیا ہے اب دو صورتیں ہیں یا تو حدیث میں طلاق سے لغوی معنیٰ (مطلق چھوڑنا) مراد ہو جیسے دوسری روایتوں خَلِّ سَبِیْلَھَا وَفَارِقْھَا وغیرہ کے الفاظ آئے ہیں۔ یا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ جس روایت سے مروی ہوا ہے۔ اس کو شاذ کہہ دیا جائے (جیسے فتح الباری میں ابن عبدالبر سے نقل کیا ہے مگر یہ دونوں توجیہیں فتویٰ اور حدیث میں تطبیق کی ہیں۔ ان سے مسئلہ طے نہیں ہوتا اس لئے مسئلہ میں احتیاط والی صورت اختیار کی جائے۔ مثلاً طلاق حیض میں جائز نہیں۔ فسخ جائز ہے اس صورت میں احتیاط یہ ہے کہ حیض میں خلع سے پرہیز کیا جائے۔ اور اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں طلاق نہیں دوں گا۔ پھر خلع کر لیا تو اس صورت میں احتیاط یہ ہے کہ قسم کا کفارہ دے دیا جائے۔ اور اگر پہلے دو طلاقیں دے چکا ہے۔ پھر خلع کر لیا ہے۔ تو اس صورت میں احتیاط یہ ہے کہ حرمت مغلظہ کا حکم لگا کر حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ

پر عمل کیا جائے۔ اور بعض دفعہ ایسے موقع پر شر فساد پھیلنے کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے تو اس صورت میں خلع کو فسخ کا حکم دیدیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ ابن عباس رض نے باوجود راوی حدیث ہونے کے فسخ کا فتویٰ دیا ہے یہ کوئی کمزور دلیل نہیں اور ابن عبدالبر رح نے اگرچہ اس کو شاذ کہا ہے مگر حافظ ابن حجرؒ نے اس کو رد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ اس فتویٰ کی روایت کرنے والا طاؤس ہے جو ثقہ حافظ، فقیہ ہے۔ پس اس کا منفرد ہونا مضر نہیں۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

گراموفون سننے سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے

سوال: اگر کوئی شخص گراموفون سنتا ہے تو کیا اس کا نکاح فسخ ہوجاتا ہے؟

جواب: گراموفون کا سننا واقعی حرام ہے مگر اس کے سننے سے انسان کافر نہیں ہوتا نہ فسخ نکاح ہوتا ہے۔ لیکن سننے والا چونکہ مجرم ہوتا ہے۔ اس لئے اس پر اس کی حسب حیثیت تعزیر لگانی چاہیئے، تاکہ آئندہ کے لئے اس کو تنبیہ ہو جائے خواہ جوتے مارے جائیں یا مناسب تاوان لگا دیا جائے یا اس کا باجا توڑ پھینک دیا جائے۔ اگر گناہ کرکے اس پر اڑ جائے تو کفر کا خطرہ ہے اور اس صورت میں نکاح بھی خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ عبداللہ امرتسری روپڑی، ۲۷ رمضان ۱۳۵۶ھ

شکل ناپسند ہونے پر خلع

سوال: خاوند خلیق اور دیندار ہو مگر عورت کو اس کی شکل پسند نہ ہو تو کیا عورت خلع کی مجاز ہے؟

جواب: اگر خاوند تمام حقوق عورت کے ادا کرتا ہو۔ اور عورت بھی نیک ہے مگر خاوند سے کسی عیب کی وجہ سے طبعاً اس کو نفرت ہے جس کو عورت نہ برداشت کر سکے۔ اور اس وجہ سے خطرہ ہو، کہ حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہوگی، مثلاً خاوند بہت بدصورت ہو یا گندہ دہن ہو یا اس کے وجود پر جذام کا یا برص کا اثر ہو یا مرگی کا یا مالیخولیا کا عارضہ ہو جو باوجود علاج کے قائم ہو یا اس قسم کی کوئی اور نفرت والی شے ہو۔ تو اس صورت میں بھی عورت کو بذریعہ پنچایت وغیرہ فسخ نکاح کا اختیار ہے۔

منتقی میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ جَمِيْلَةَ بِنْتَ سَلُوْلٍ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا اَعْتِبُ

عَلَى ثَابِتٍ فِي دِيْنٍ وَلَا خُلُقٍ وَلٰكِنْ أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ لَا أُطِيْقُهُ بُغْضًا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ قَالَتْ نَعَمْ فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْخُذَ مِنْهَا حَدِيْقَتَهُ وَلَا يَزْدَادَ رواہ ابن ماجۃ

یعنی ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ جمیلہ بنت سلول کی بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی خدا کی قسم میں اپنے خاوند ثابت کو اس کے دین میں اور خلق میں کوئی طعن وملامت نہیں کرتی لیکن ناشکری کو اسلام میں مکروہ جانتی ہوں۔ مجھے اس سے سخت نفرت ہے جس کو میں برداشت نہیں کر سکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تو ثابت کا باغ (جو اس نے تجھے مہر میں دیا ہے) واپس کرتی ہے؟ کہا ہاں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کو فرمایا کہ اپنا باغ اس سے لے لے، اور زیادہ نہ لے۔

۲۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ كَانَتْ عِنْدَهُ بِنْتُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ ابْنِ سَلُوْلٍ وَكَانَ أَصْدَقَهَا حَدِيْقَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ الَّتِي أَعْطَاكِ قَالَتْ نَعَمْ وَزِيَادَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا الزِّيَادَةُ فَلَا وَلٰكِنْ حَدِيْقَتَهُ قَالَتْ نَعَمْ فَأَخَذَهَا لَهُ وَخَلَّى سَبِيْلَهَا فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ قَالَ قَدْ قَبِلْتُ قَضَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ قَالَ سَمِعَهُ أَبُو الزُّبَيْرِ مِنْ غَيْرِ وَاحِدٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس باغ کو لوٹاتی ہے؟ کہا ہاں اور زیادہ دینے کو بھی تیار ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیادہ نہیں بلکہ کہا صرف باغ کہا اچھا۔ آپ نے ثابت کے لئے باغ لے لیا اور عورت کو چھوڑ دیا۔ جب ثابت رضؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیصلہ پہنچا تو کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ منظور کیا۔ اس کو دارقطنی نے سند صحیح سے روایت کیا۔ پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ خاوند کی طرف سے اگرچہ عورت کے حق میں کوتاہی نہ ہو۔ مگر عورت کو جب کسی وجہ سے طبعی نفرت ہو جس کو وہ برداشت نہیں کر سکتی تو وہ خلع کرا سکتی ہے۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

فسخ نکاح کی غرض سے عورت کا ارتداد

سوال:۔ جو تغیر مذہب صرف واسطے حیلہ فسخ نکاح کے منافقانہ طور پر کرتے ہیں کیا اس حیلہ سے واقعی شرع شریف میں نکاح اول فسخ ہو جاتا ہے؟ عبداللہ علی آباد چک ۱۱۲ ضلع شیخوپورہ

جواب ۔ بخاری میں ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لِکَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ فَاِنَّہٗ قَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَۃَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ تُحِبُّ اَنْ اَقْتُلَہٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاْذَنْ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ شَیْئًا قَالَ قُلْ فَاَتَاہُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَۃَ فَقَالَ اِنَّ ھٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَاَلَنَا صَدَقَۃً وَاِنَّہٗ قَدْ عَنَّانَا۔ الحدیث۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو کعب بن اشرف کا خاتمہ کردے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچائی ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا یا رسول اللہ آپ درست رکھتے ہیں کہ میں اس کو قتل کر دوں فرمایا ہاں کہا مجھے آپ کے حق میں کچھ کہنے کی اجازت ہو جائے؟ فرمایا اجازت ہے۔ محمد بن مسلمہ کعب بن اشرف کے پاس آیا اور کہا محمد نے صدقہ خیرات مانگ کر ہمیں تنگ کر دیا ہے بس اس طرح سے اس کے ساتھ دوستی کا اظہار کر کے اس کو قتل کر دیا۔

۲۔ تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ پر ہے

مثل ھذا المثل الحواری الذی ورد علی قوم کانوا یعبدون صنما فاظھر تعظیمہ فاکرموہ لذالک ...... الخ

یعنی ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کو سمجھانے کا واقعہ اس حواری کی طرح ہے۔ جو ایک بت پوجنے والی قوم کے پاس آیا اور بت کی تعظیم کا اظہار کیا۔ اس وجہ سے ان کے ہاں اس کی عزت ہو گئی۔ یہاں تک کہ ان کے دشمن نے ان پر چڑھائی کی۔ انہوں نے اس حواری سے مشورہ لیا۔ حواری نے کہا کہ میرا مشورہ یہ ہے کہ اس بت کو پکاریں۔ چنانچہ وہ اس بت کے اردگرد جمع ہو کر اس کے پاس فریاد کرنے لگے بت نے کچھ فائدہ نہ دیا۔ حواری نے جب دیکھا کہ وہ بت سے بدظن ہو گئے تو خدا کی طرف بلایا انہوں نے خلوص دل سے خدا کو پکارا خدا نے ان کے دشمن کو دور کر دیا۔

۳۔ اسی کے قریب ایک شمعون کا واقعہ ہے۔ جو تفسیر خازن وغیرہ میں سورۃ یٰسین کی اس آیت کے تحت لکھا ہے۔

اِذْ اَرْسَلْنَا اِلَیْھِمُ اثْنَیْنِ فَکَذَّبُوْھُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَیْکُمْ مُّرْسَلُوْنَ۔

یعنی پہلے ہم نے ان کے پاس رسول بھیجا انہوں نے ان کو جھٹلایا پھر تیسرے کے ساتھ ہم نے قوت پہنچائی۔

۴۔ تفسیر ابن کثیر میں آیت کریمہ اِلَّا مَنْ اُکْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ کے شانِ نزول کی بابت لکھا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالْآیَةُ نَزَلَتْ فِیْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ حِیْنَ عَذَّبَهُ الْمُشْرِكُوْنَ حَتّٰی یَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَافَقَهُمْ عَلٰی ذٰلِكَ مُكْرَهًا وَجَاءَ مُعْتَذِرًا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْآیَةَ۔

یعنی یہ آیت عمار بن یاسر کے حق میں اتری ہے جب مشرکین نے اس کو عذاب دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کرے۔ تو قتل کے خوف سے مشرکوں کی موافقت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عذر کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار دی۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ کسی موذی سے اسلام کو شر پہنچے تو اس کے دفعیہ کے لئے زبان سے کلمہ کفر کہہ دینا کوئی حرج نہیں جیسے محمد بن مسلمہ نے کہا کہ ہمیں محمد نے تنگ کر دیا ہے یا اسی طرح اسلامی اشاعت کی غرض سے بظاہر کوئی کفر کا کام کر لیا جائے۔ جس سے بعد کو پردہ اٹھ کر حق واضح ہو جائے تو اس کا بھی کوئی حرج نہیں۔ جیسے حواری اور شمعون کے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے اس طرح قتل کے خوف سے ظاہر میں کفار کی موافقت جائز ہے۔ جیسے عمار بن یاسرؓ نے موافقت کی۔

ان تین صورتوں میں چونکہ شرع نے ظاہر پر مدار نہیں رکھا۔ بلکہ باطن کا اعتبار کیا ہے اس لئے ان تین صورتوں میں کفر کے احکام جاری نہیں ہو سکتے پہلی دو صورتیں تو ظاہر ہیں۔ کیونکہ وہ دونوں محض خدا کے لئے ہیں ان میں اپنے نفس کا حصہ نہیں۔ تیسری صورت اگرچہ اپنے نفس کے بچانے کے لئے ہے لیکن حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اپنے حق میں کمی کر کے بندے کو اپنی جان بچانے کی اجازت دیدی اور دل کے مطمئن ہونے پر اکتفا کر لی۔

فتح البیان میں ہے قرطبی کہتے ہیں۔ اس بات پر تمام مفسرین اور اہل علم کا اجماع ہے۔ کہ جو قتل کے خوف سے ظاہر میں کفر کرے اور دل میں ایمان کے ساتھ مطمئن ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں، نہ اس کی بیوی اس سے جدا ہوگی اور نہ اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا۔ اور محمد بن حسن شاگرد امام ابو حنیفہ رح سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ شخص اگرچہ مسلمان ہے لیکن ظاہر میں اس کا حکم مرتد کا ہوگا۔ اور اس کی بیوی اس سے جدا ہو جائے گی۔ نہ اس کا جنازہ پڑھا جائے گا اور نہ اپنے باپ مسلمان کا وارث ہوگا اور یہ قول مردود ہے۔

کتاب وسنت کے خلاف ہے حنفی مذہب کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے۔ وَاِذَا اُکْرِہَ عَلَی الرِّدَّۃِ لَمْ تَبِنْ امراتہ لان الردۃ متعلق بالاعتقاد والاتری انہ لو کان قلبہ مطمئنا بالایمان یَکْفُرُ وَفِی اِعْتِقَادِہِ الْکُفْرُ شَکٌّ فَلَا تَثْبُتُ الْبَیْنُوْنَۃُ بِالشَّکِّ (کتاب الاکراہ)

یعنی جب جبراً مرتد کیا جائے تو اس کی بیوی اس سے جدا نہ ہوگی کیونکہ مرتد ہونا اعتقاد کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو تو وہ کافر نہیں اور جبر کی صورت میں یہ یقین نہیں ہو سکتا کہ اس کا اعتقاد بدل گیا پس شک کے ساتھ اس کی بیوی جدا نہیں ہو سکتی بعض کہتے ہیں جبر کا تعلق قول سے ہے فعل سے نہیں یعنی کفار کے جبر کرنے کی صورت میں زبان سے کلمہ کفر کی اجازت ہے اگر کوئی کام کفر کا کرنا چاہیں تو اس کی اجازت نہیں مگر یہ مذہب صحیح نہیں کیونکہ آیت کریمہ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ میں قول وفعل میں کوئی فرق نہیں کیا صرف دل کے اطمینان کی شرط ہے باقی اعضاء کو آزاد کر دیا خواہ زبان سے کچھ کہے یا باقی اعضاء سے کچھ کرے وہ سب کچھ معاف ہے۔ تفسیر فتح البیان میں ہے۔

وَذَھَبَ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ وَالْاَوْزَاعِیُّ وَالشَّافِعِیُّ وَسَحْنُوْنُ اِلٰی اَنَّ ھٰذِہِ الرُّخْصَۃَ اِنَّمَا جَاءَتْ فِی الْقَوْلِ وَاَمَّا فِی الْفِعْلِ فَلَا رُخْصَۃَ مِثْلُ اَنْ یُّکْرَہَ عَلَی السُّجُوْدِ بِغَیْرِ اللّٰہِ وَیَدْفَعُہٗ ظَاھِرُ الْاٰیَۃِ فَاِنَّھَا عَامَّۃٌ فِیْمَنْ اُکْرِہَ مِنْ غَیْرِ فَرْقٍ بَیْنَ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ (جلد ۵ صفحہ ۲۸۱)

حسن بصری رح اوزاعی امام شافعی اور سحنون رح کا یہ مذہب ہے کہ رخصت قول میں ہے فعل میں نہیں جیسے غیر اللہ کے لئے سجدہ پر مجبور کیا جائے تو اس کی رخصت نہیں اور یہ مطلب ظاہر آیت کے خلاف ہے کیونکہ آیت عام ہے اس میں قول وفعل میں فرق نہیں کیا۔

جب یہ معلوم ہو چکا کہ ان تین صورتوں میں ظاہر کفر کی بابت اذن ہے تو اب سوال کی صورت کو دیکھنا چاہئے کہ ان تینوں میں سے کس میں داخل ہے یا نہیں۔ ظاہر ہے پہلی دو میں تو داخل نہیں۔ رہی تیسری (اکراہ کی) صورت سو وہ غور طلب ہے لیکن کسی عورت کا فسخ نکاح کی غرض سے سکھ مذہب میں یا کسی اور مذہب میں داخل ہو جانا اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ مظلومہ اپنے خاوند کے ظلم سے مجبور ہو کر مخالف مذہب میں داخل ہو گئی اگر عیاشی سے ہے اور عیاشی کی وجہ سے مخالف مذہب میں داخل ہو گئی۔ تو اس کو اکراہ سے کوئی تعلق نہیں یہ حقیقتاً مرتد سمجھی جائے گی اور اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا۔ ہاں اس پر تعزیر لگ سکتی ہے جیسے حضرت عمر رض نے ایک عورت پر لگائی تھی۔ جس کا قصہ یہ ہے کہ حضرت عمر رض

کی خلافت میں ایک عورت نے اپنے غلام سے نکاح کر لیا اس نے اپنے غلام کو ہمبستری کے لئے مقرر کر لیا حضرت عمرؓ کو پتہ چلا تو اس سے دریافت کیا اس نے آیت وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ یعنی مومنوں کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اپنی بیویوں اور اپنے مملوکوں کے سوا اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں" استدلال میں پیش کی اور کہا عورتیں احکام میں مردوں کے تابع ہیں اور مرد اس آیت کی رو سے اپنے مملوک سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، تو عورتیں بھی اپنے مملوک (غلام) سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں حضرت عمرؓ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا انہوں نے کہا اس آیت کا مطلب غلط بیان کیا گیا ہے حضرت عمرؓ نے اس عورت اور غلام کے درمیان جدائی کرا کر اس پر تعزیر لگائی کہ آئندہ کے لئے نکاح حرام کر دیا اور فرمایا اب تو کسی آزاد کے لئے حلال نہیں (کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۴۲)

حضرت عمرؓ کے اس تعزیر لگانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو عورتیں اس قسم کی شرارتیں کریں ان کا علاج یہی ہے کہ ان پر نکاح حرام کر دیا جائے پس جو عیاش ہو کر نکاح فسخ کرانے کی غرض سے مذہب کو خیرباد کہہ دیتی ہیں وہ بطریق اولیٰ اس تعزیر کی مستحق ہیں۔

رہی مظلومہ تو اس کی پھر دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اس کو اپنے خاوند کی طرف سے قتل وغیرہ کا اندیشہ ہے دوسرے یہ کہ خاوند حقوق ادا نہیں کرتا اس لئے مذہب بدلتی ہے ثانی صورت اکراہ میں داخل نہیں پس یہ بھی حقیقۃً مرتد سمجھی جائے گی جس سے اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا۔ اور اس پر تعزیر لگ سکتی ہے رہی پہلی صورت تو اس میں شرک کی اجازت ہے اس لئے عند اللہ نہ وہ مرتد ہے نہ اس کا نکاح فسخ ہے ہاں اس حیلہ سے عدالت میں خاوند کوئی چارہ جوئی نہیں کر سکتا کیونکہ عدالت ظاہر ارتداد پر فسخ نکاح کا حکم دے گی، پس عورت کو چاہئے کہ عند اللہ فسخ کے لئے پنچایت کی صورت اختیار کرے۔

عبد اللہ امرتسری روپڑی

نکاح پر نکاح کے گواہوں کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔

سوال: زید نے مریم بی بی کے ساتھ نکاح کیا تھا کچھ عرصہ کے بعد ان کے درمیان تکرار ہو گئی مریم اپنے والد کے گھر چلی گئی اس عرصہ میں زید نے مریم کو نہیں بلایا اور مریم زید کے ہاں جانے سے انکار کرتی رہی اور پھر زید نے مریم کو طلاق دی مریم نے سرکاری کورٹ میں سرکاری قانون کے موافق

نکاح دوسرے مرد سے کرلیا۔ اور دو گواہوں نے سرکار میں سرکاری کاغذ پر دستخط کردیئے۔ باوجودیکہ ان گواہوں کو معلوم تھا کہ مریم کا نکاح زید کے ساتھ ہوا تھا۔ اور زید نے طلاق نہیں دی۔ کیا از روئے شرع ان دونوں گواہوں کا نکاح قائم رہا یا نہیں؟

اے۔ای پٹیل مک افریقہ

جواب: قرآن مجید سورۃ نساء پارہ ۴ رکوع ۳ اللہ تعالیٰ نے پندرہ رشتے حرام کئے ہیں جن سے ایک خاوند والی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ یعنی شادی شدہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں اس لئے جب تک منکوحہ عورت کا خاوند اپنی مرضی سے عورت کو طلاق نہ دیدے۔ اس وقت تک وہ دوسرے کے لئے کیسے حلال ہوسکتی ہے؟ پس مریم کا عدالت کی معرفت دو گواہ قائم کرکے نکاح کرنا از روئے قرآن حرام ہے کیونکہ مریم کے خاوند زید نے اسے طلاق نہیں دی جیسا کہ سوال میں مذکور ہے اور جب نکاح صحیح نہ ہوا تو مریم زانیہ اور اس کا موجودہ خاوند زانی اور نکاح کرانے والا اور دونوں نکاح کے گواہ زنا کے معاون ہوئے اور زانی زانیہ کی حد قرآن وحدیث میں صراحۃً آئی ہے کہ زانی یا زانیہ اگر شادی شدہ ہو تو اسے رجم کیا جائے اور کنوارہ ہو تو سو دُرّے لگائے جائیں اور معاون زنا کی حد قرآن وحدیث میں مقرر نہیں۔ اس کے لئے تعزیر ہے جتنی مناسب ہو لگائی جائے جس سے آئندہ کے لئے تنبیہ اور گناہ سے روک تھام ہوجائے۔ جو تعزیر سے مقصود ہے لیکن صرف زنا سے زانی اور زانیہ کا نکاح شرع نہیں توڑتا مثلاً ایک آدمی کسی عورت سے زنا کرے تو اس کی اپنی منکوحہ بیوی سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ بلکہ اتنی ہی سزا مقرر کی ہے جو اوپر لکھی گئی ہے جب زانی اور زانیہ کا نکاح شرع نے نہیں توڑا تو پھر معاون زنا ہونے سے کیسے ٹوٹ سکتا ہے؟ ہاں اس وجہ سے ان سب کا نکاح ٹوٹ سکتا ہے کہ نکاح پر نکاح کرنا اور کرانا اور اس کے معاون بننا گویا خاوند والی کو حلال کرنا ہے جو نص قطعی "والمحصنات" کا انکار ہے اور نص قطعی کا انکار کفر ہے پس اس بنا پر یہ مرتد ہوگئے۔ اور مرتد کا نکاح فسخ ہوجاتا ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

عورت کو ناحق تنگ کرنا

سوال: میں اپنے والد کے گھر ہوں اور خاوند کے تشدد سے اس قدر تنگ آگئی ہوں کہ میرا آباد ہونا اس کے گھر سخت مشکل ہے نیز مجھے یہ بڑا سخت خطرہ ہے کہ اگر میں اس کے گھر چلی جاؤں تو مجھ زہر

میں لاکر کہیں فروخت کر دے گا۔ مراد بی بی بنت شکر دین ساکن میٹھے ڈاکخانہ کھوصنیع فیروز پور

جواب: جو شخص اپنی بیوی کو تنگ کرے اور اس کی نیت آباد کرنے کی نہ ہو ایسی حالت میں عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا یعنی عورتوں کو دکھ دینے کے لئے نہ روک رکھو اور جو ایسا کرے اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ دوسری آیت میں ہے۔ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ یعنی عورتوں کو اچھے طریق سے رکھنا ہے یا اچھے طریق سے چھوڑ دینا ہے ان دو طریق کے علاوہ شریعت میں تیسرا طریق نہیں۔ اگر کوئی تیسرا راستہ اختیار کرے یا تکلیف دینے کی خاطر روک رکھے یا دوسری جگہ فروخت کرنے کی کوشش کرے تو شریعت کی طرف سے وہ اس بات کا حقدار نہیں۔ بلکہ وہ ظالم ہے پس عورت کو اختیار ہے کہ ظلم سے بچنے کے لئے اپنا نکاح فسخ کرالے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

قبر کی پوجا اور غیر اللہ کی نذر و نیاز سے نکاح کا فسخ ہونا

سوال: لڑکا قبر پرست پیر پرست ہے ہمیشہ اس کی خوراک خانگاہ کا چڑھاوا ہے لڑکی اور اس کے والدین اہل توحید ہیں اور لڑکی کو جبراً پوجا کراتے اور چورمہ کھلاتے ہیں اور لڑکی کھانے اور پوجا کرنے سے انکار کرتی ہے اس بات سے ناراض ہو کر لڑکی اپنے والدین کے گھر آگئی ہے اور اپنے مشرک سسرال میں جانا نہیں چاہتی اس ناچاقی کو ایک سال ہو گیا ہے۔ اب کیا صورت اختیار کی جائے۔

محمد الدین راجہ سانسی امرتسر

جواب: مشرک اور کافر سے نکاح نہیں ہوتا۔ قرآن مجید میں ہے وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا یعنی مشرکوں کو اپنی لڑکیاں نہ دو اور دوسری جگہ ہے لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ یعنی مسلمان عورتیں کافروں کے لئے حلال نہیں اور نہ کافر عورتیں مسلمانوں کے لئے حلال ہیں۔

ان آیتوں کی رو سے سوال میں جس نکاح کا ذکر ہے وہ تین حیض کے بعد فسخ ہے عورت کو دوسری جگہ بٹھا دینا چاہیئے۔ ہاں نہاوند کے قبر کے پجاری ہونے کا اور چڑھاوا اور چورما کھانے کا اور لڑکی کو اس کام پر مجبور کرنے کا ثبوت پختہ ہونا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ معاملہ شکی ہو۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

سوتیلی ماں کے ساتھ زنا کرنے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے؟

سوال : ایک شخص شادی شدہ ہے اور وہ شیطان کے پنجہ میں آکر اپنی سوتیلی ماں سے زنا کر لیتا ہے لیکن بعد ازاں وہ پریشان ہوتا ہے اور اپنے کئے پر پچھتاتا ہے تو اس فعل سے کیا اس کا نکاح باطل ہو گیا یا نہیں؟ اگر باطل نہیں ہوا تو ایسے شخص پر تعزیر لگے گی۔

جواب : قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے پندرہ رشتے حرام کئے ہیں باپ کی منکوحہ سے بدکاری کرنے کی صورت میں زوجہ کو ان میں داخل نہیں کیا جس سے معلوم ہوا کہ زوجہ اس صورت میں حرام نہیں ہوتی ہاں اگر اس کی زوجہ اس کی سوتیلی والدہ کی بیٹی، پوتی وغیرہ ہو تو اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک اس کی زوجہ حرام ہو جائے گی۔ کیونکہ ان کے نزدیک جیسے کسی عورت کے ساتھ نکاح کرنے سے اس کے اصول و فروع حرام ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح زنا سے حرام ہو جاتے ہیں اور اگر اس کی زوجہ اس کی سوتیلی والدہ کی بیٹی، پوتی نہیں تو پھر کسی کے نزدیک اس کی زوجہ حرام نہیں۔ ہاں شرعی حد اس پر لگ سکتی ہے اگر اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کرتا تو اس کی حد قتل اور اس کے مال و اسباب کی غارت تھی۔ اب یہ حد نہیں بلکہ نکاح کے بعد اگر اپنی بیوی سے ہمبستری کر چکا ہو تو اس کی حد سو درے اور رجم ہے ورنہ سو درے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کرنا ہے لیکن اس وقت انگریزی راج ہے جس میں ایسی فوجداری مشکل ہے اس لئے کسی اور طریق سے تنبیہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ حتی الوسع برائی کی روک تھام کا حکم ہے اگر تنبیہ کرنے سے پہلے خود بخود توبہ کر چکا ہو تو پھر تنبیہ کی ضرورت نہیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

خاوند چودہ سال کے لئے جیل میں

سوال : زید کا نکاح ہندہ سے ہوا زید کی عمر پچیس برس اور ہندہ کی عمر تیرہ سال ہے نکاح کے ایک ہفتہ بعد زید قتل کے مقدمہ میں تین سال کی قید ہوا تو پھر زید نے اپیل کی۔ زید کے اپیل کرنے پر زید کی قید ۱۴ سال ہو گئی ہندہ نے ایک سال کے بعد زید کو خط لکھا کہ مجھے طلاق دو یا خرچ دو زید نے ہر دو سے انکار کیا، اور زید کے وارثوں نے ہندہ کو مطلق خرچ نہیں دیا اور نہ کوئی ہندہ کا وارث بنا آخر کار بمشکل ہندہ

ایک شخص کے گھر بغیر طلاق آباد ہوئی اور مسلمانوں کے ہاتھ سے تنگ آکر مذہب تبدیل کیا۔ اب ہندہ سکھ مذہب رکھتی ہے نصیحت کرنے سے ہندہ اور اس کا خاوند دوبارہ مسلمان ہونے کو رجوع ہے۔ آپ بتائیں کہ ہندہ کے خاوند اوّل کے نکاح کا کیا حال ہے۔ نور احمد سلطان خانوالہ ڈاکخانہ خاص ضلع فیروزپور

جواب ۔ روش سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حقیقۃً سکھ ہوگئی ہے کیونکہ اب اس کا رجوع اسلام کی طرف سمجھنے سمجھانے سے ہے اس صورت میں اس کا نکاح زید اوّل سے بالاتفاق فسخ ہوگیا۔ قرآن مجید میں ہے وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ (پ ۲۸ ع ۸) یعنی کفار عورتوں کے نکاح قائم نہ رکھو۔ دوسرے زید کے گھر میں بے نکاحی بیٹھی ہے اس لئے اسلام لانے کے بعد ایک حیض تک عورت دوسرے زید سے الگ رہے اس کے بعد رضا و رغبت اس سے نکاح کر دیا جائے اگر حمل ہو تو وضع حمل کے بعد نکاح کیا جائے اگر حقیقت میں سکھ نہ ہوئی ہو۔ تو پھر ۱۲ سال جیل میں جانے کی وجہ سے نکاح فسخ ہو سکتا ہے۔

عبداللہ امرتسری مدرسہ تنظیم مورخہ ۲ جمادی الاوّل ۱۳۵۸ھ

شرط پورا نہ کرنے پر نکاح کا فسخ ہونا

سوال ۔ ایک شخص مسمی بکر نے اپنی دختر ہندہ کا نکاح زید سے کر دیا۔ ہندہ موحدہ پابند صوم و صلوٰۃ ہے۔ مگر زید بالکل گندہ عقیدہ رکھتا ہے۔ بے نمازہے حالانکہ پیش از نکاح اس سے ان دونوں کا بطور شرائط تصفیہ کر لیا تھا کہ عقائد کا درست رکھنا اور صوم و صلوٰۃ کا پابند رہنا مگر نکاح کے کچھ عرصہ بعد اس نے اپنی پہلی حالت سی بنالی، ہندہ پریشان ہے۔ نماز روزہ کی تلقین شروع کی، بجائے تعمیل کرنے کے الٹی سزا ملنے لگی کچھ نامناسب جواب یعنی درشتی زبان درازی سے جواب ملنے لگا۔ گھر میں اتنا تفرقہ پیدا ہوگیا۔ کہ خاوند مذکور نے نہایت ظالمانہ دست درازی شروع کردی، بلکہ اکثر معہ نفقہ دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اب لڑکی زید کے گھر آباد نہیں رہنا چاہتی شریعت ایسے ظالم سے لڑکی کو آزاد کرتی ہے یا نہیں؟

فضل دین لوہار از بہادر پور

جواب ۔ بشرط صحت سوال عورت کو فسخ کا اختیار ہے کیونکہ بخاری میں ہے مقاطع الحقوق عند الشروط یعنی حقوق کے فیصلے شرائط کے موافق ہیں، نیز حدیث میں ہے احق الشروط ان توفوا به ما استحللتم به الفروج یعنی سب شرطوں سے ایفاء کے زیادہ لائق وہ شرطیں جن کے ساتھ تم

نے شرم گاہوں کو حلال کیا ہے۔

ان احادیث کی بنا پر عورت نکاح فسخ کر سکتی ہے۔ عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۴ اپریل ۱۹۳۹ء

جھوٹ بولنا اور جھوٹا قرآن مجید اٹھانا

سوال۔ ایک شخص نے بطور بٹہ ایک عورت سے نکاح کیا اور اپنی ہمشیرہ کا نکاح اس کے بھائی سے کیا پھر ان کی آپس میں ناچاقی ہوگئی یہاں تک نوبت پہنچی کہ اس شخص نے عدالت میں اپنی ہمشیرہ کے فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کر دیا۔ اور عدالت میں بیان دیا کہ میں نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح نہیں دیا قرآن مجید بھی اس نے جھوٹا اٹھایا، کہ میں نے نکاح نہیں دیا کیا اس صورت میں فریق ثانی اپنی ہمشیرہ کا نکاح دوسری جگہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور عورت بھی انکاری ہو جائے۔ کہ میں ہرگز نہیں جا سکتی کیونکہ اس نے کلام الٰہی جھوٹا اٹھایا ہے۔

جواب۔ بصورت صحت سوال شخص مذکور کے انکار سے یا جھوٹا قرآن مجید اٹھانے سے جس نکاح کے متعلق سوال کیا گیا ہے وہ فسخ نہیں ہوتا کیونکہ اس کا عمل اس کے ساتھ ہے جس کی سزا وہ دنیا میں یا آخرت میں پائے گا۔ نکاح کا معاملہ اس سے بالکل الگ ہے اس کا اس پر کچھ اثر نہیں۔ ہاں ویسے نکاح بٹہ حرام ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

عدّت کا بیان

مرضعہ مطلقہ کی عدت

سوال۔ جس عورت کو رضاعت (دودھ پلانے) کی وجہ سے حیض نہیں آتا اگر اس کو طلاق دی جائے تو اس کی عدت کتنی ہے؟

جواب۔ جس عورت کو حیض آنے کی اُمید ہو خواہ جلدی یا دیر سے اس کی عدت حیضوں کے ساتھ پوری ہوتی ہے۔ حبان بن منقذ نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ اس کی گود میں دودھ پیتا بچہ تھا۔